بیاد
حضرت مولانا
مفتی محمودؒ

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور
پاکستان

زیر سرپرستی
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی
دامت برکاتہم

26
26-27

رُوداد مصالحت
اداریہ

شمارہ ۲۶-۲۷

۱۹ اور ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ
یکم اور ۸ جون ۱۹۸۳ء

بقیہ شمر شمر سے

دیا جائے۔ جبکہ یہ مرکزی حکومت کے فیصلے کے منافی ہے مدارس کے فارغ شدہ علماء اور پنجاب ٹیچرز کی سند کیونکہ ایم۔اے کے برابر ہے لہذا ان کو حصول انگریزی علوم کے بغیر مذکورہ گریڈ دیا جائے۔

رپورٹ محمد اسعد تھانوی

جمعیت عزم محمود بکھر گوٹھ کا انتخاب

کراچی۔ جمعیۃ عزم محمود پاکستان بکھر گوٹھ کا ایک اجلاس زیر صدارت امیر معاویہ قاسمی منعقد ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جامع مدنیہ بکھر گوٹھ کے خطیب مولانا کریم بخش نے کہا کہ اس تنظیم کا مقصد مسلمانوں کو صحابہ کرامؓ اور اپنے اسلاف کے کارناموں سے روشناس کرانا ہے تاکہ بے دینی کا مکمل خاتمہ ہو۔ اجلاس میں بکھر گوٹھ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست: مولانا کریم بخش

صدر محمد ابراہیم

نائب صدر داد محمد گبول

جنرل سیکرٹری: محمد عظیم گلگتی

سیکرٹری عبدالرحمٰن

نشر و اشاعت امیر بخش۔

اور مجلس شوریٰ کا چناؤ بھی عمل میں لایا گیا۔

حاجی حبیب اللہ۔ شیر خان۔ محمد حسین حافظ جان محمد گبول۔ عابد ملتانی۔ بشیر احمد مولانا اللہ بچایا۔ عبدالعزیز۔ حافظ عبداللطیف محمد اسلم۔ محمد اسماعیل۔ عبدالکریم۔ شامل ہیں۔

اسلم قریشی کو برآمد کیا جائے

تنظیم الطلباء جھنگ صدر کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا سید صادق حسین شاہ بخاری منعقد ہوا۔ اجلاس نے مطالبہ کیا کہ مولانا اسلم قریشی کو فی الفور برآمد کیا جائے۔ اور مرزا طاہر احمد کو اغواء کے الزام میں گرفتار کر کے اس پہ مقدمہ چلایا جائے۔ ورنہ حالات کی خرابی کی تمام ذمہ داری انتظامیہ پہ عائد ہو گی۔

علماء اور نوجوان لادینی

سازشوں کو ناکام بنادیں

کراچی۔ جمعیت عزم محمود پاکستان کراچی ڈویژن کا ایک ماہانہ اجلاس مرکزی دفتر گلشن اقبال میں زیر صدارت جناب امیر معاویہ قاسمی مرکزی صدر عزم محمود پاکستان منعقد ہوا جس میں خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی جناب مولانا محمد زکریا صاحب ناظم کالعدم جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے کہا کہ لادین عناصر کے خلاف علماء طلبہ اور نوجوان طبقہ متحد ہو کر ان کی سازشوں کو ناکام بنا دیں۔

انہوں نے نوجوانوں۔ رضا کاروں پر زور دیا کہ وہ اپنی مشن کی تکمیل کے لیے شب و روز محنت کر کے جماعت کے پروگرام کو آگے بڑھائیں۔

آخر میں جمعیت عزم محمود پاکستان کے مرکزی صدر جناب امیر معاویہ قاسمی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت عزم محمود کی غرض و غایت بیان کی۔

رپورٹ امیر حمزہ صفدر

بقیہ اداریہ

گیلانی اپنے ایک معاون کے ہمراہ ذیلی مجلس کے اجلاس میں شرکت کے لیے گوجرانوالہ تشریف لائے تو مولانا زاہد الراشدی نے دیدہ دانستہ تازہ خلاف ورزیوں پر ان سے احتجاج کیا اور اپنا موقف تحریری طور پر ان پر واضح کیا۔ ساتھ ہی ساتھ مصالحتی مجلس (کمیٹی) کے سربراہ مولانا حبیب گل کو انکی تازہ خلاف ورزیوں سے آگاہ کر کے ان سے درخواست کی کہ رمضان المبارک کے فوراً بعد گیارہ رکنی "مجلس مصالحت" کا اجلاس بلائیں تاکہ اس صورتحال پر غور و خوض کیا جا سکے۔

بعدازاں اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مولانا حبیب گل نے مصالحتی مجلس کا اجلاس ۵ شوال کو طلب کیا ہے تاکہ تازہ ترین صورتحال پر غور کر کے مصالحت کے عمل کو سبوتاژ کرنیوالوں کی کارروائیوں کے بارے میں عملی قدم اٹھایا جا سکے۔

تازہ اطلاع کے مطابق حضرت مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی نے امروٹ شریف میں اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم نہ تو مولانا حبیب گل کے مصالحتی فارمولے کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی ایم۔آر۔ڈی۔ سے لاتعلقی کے سلسلے میں مولانا فضل الرحمٰن کے بیان کو۔

انہوں نے کہا کہ کالعدم جمعیۃ علماء اسلام درخواستی گروپ سے مصالحت کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں اور اب اس گروپ سے مصالحت نہیں ہو سکتی۔" (جنگ ۲۹ جون)

قارئین کرام یہ تو تھی اب تک کی صورت حال!

اسے پڑھنے کے بعد قارئین کرام اور جماعتی درد رکھنے والے کارکن بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ "مصالحت کے سلسلے" کون کون سبوتاژ کر رہا ہے کون مصالحت سے بھاگ رہا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت دونوں طرف کے احباب کو پھر اکٹھا بیٹھ کر باہم گفت و شنید کے ذریعے مصالحت کے عمل کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور مصالحت کے عمل میں رکاوٹ بننے والے جذباتی اور لالچی حضرات کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

زاہد بلند شہری

۲۹ / جون ۸۴ ۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روداد مصالحت

علماء حق کی عظیم جماعت جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی رحلت کے بعد سے بعض غلط فہمیوں، بیرونی دخل اندازیوں اور نفرت کی مصنوعی خلیجوں کے باعث افتراق وانتشار کا شکار چلی آرہی ہے یہ جاننے کے لیے کہ متذکرہ وجوہ میں کن بیرونی و اندرونی عناصر کا ہاتھ ہے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں!

امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم العالیہ اور سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے اس ناخوشگوار عرصہ میں چند "ناراض بزرگوں اور دوستوں" کو باہم اتحاد و یگانگت کے لیے گفت و شنید کی دعوت دینے کا کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور آخری پیش کش جو پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی طرف سے کی گئی وہ ان کی اور ان کے تمام ساتھیوں کی عہدوں سے دستبرداری کی پیشکش تھی اس سے اپنے طور پر صلح کی کوششوں میں مصروف ہوگئے حضرت مولانا حبیب گل کو بھی آگاہ کر دیا گیا۔ اس سے قبل اوائل اپریل میں مولانا حبیب گل نے ایک مصالحتی فارمولا دونوں طرف کے ذمہ دار حضرات کو پہنچایا جس میں کہا گیا تھا کہ۔

"دونوں گروپ دس شوال ۱۴۰۲ھ کی پوزیشن پر واپس چلے جائیں اور ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو دونوں طرف کے پانچ پانچ ارکان پر مشتمل ہو اور اس کا فیصلہ دونوں فریق قبول کریں۔"

اس مصالحتی فارمولا کو جمعیت کی مرکزی عاملہ نے منظور کر لیا۔ جبکہ "ناراض دوستوں" نے حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی پیشکش اور مولانا حبیب گل کے مصالحتی فارمولے کے بعد بھی بعض وجوہ کی بناء پر تامل سے کام لیا بعد ازاں دوسری طرف کے احباب نے باہم مشورہ کے بعد مصالحتی فارمولا میں تبدیلی کا مطالبہ کیا جسے مولانا حبیب گل نے قبول کر لیا۔

بیاد
حضرت مولانا
مفتی محمودؒ
ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور
پاکستان
جلد ۲۶ شمارہ ۲۶-۲۷
جمعۃ المبارک ۱۹ اور ۲۶ رمضان ۱۴۰۳
ناشر عبید اللہ انور مطبع افضل شریف پرنٹرز رنگ محل لاہور۔ ۸

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ
ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر
زاہد بلند شہری

بدل اشتراک
سالانہ : ۸۰ روپے
ششماہی : ۴۰ روپے
سہ ماہی : ۲۰ روپے

قیمت فی پرچہ ۲ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ "ترجمان اسلام" رنگ محل لاہور ۸
یکے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

۹،۸ اپریل ۸۳ء کو جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجالس ہائے شوریٰ وعمومی نے بھی کثرت رائے سے مولانا حبیب گل کے "مصالحتی فارمولا" کی منظوری دے دی۔

بعدازاں جمعیۃ کی پانچ رکنی کمیٹی نے مصالحت کے عمل کو جاری رکھتے ہوئے ترمیم شدہ فارمولا بھی قبول کر لیا جس میں کہا گیا تھا کہ نظام العلماء کے دونوں گروپ موجودہ پوزیشنوں میں رہتے ہوئے پانچ پانچ نمائندے مقرر کریں اور یہ دس ارکان بالاتفاق ایک غیر متنازعہ شخصیت کو اپنا سربراہ مقرر کریں اس گیارہ رکنی کمیٹی کا فیصلہ حتمی اور آخری ہوگا اور کسی فریق کو انحراف کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

۲۲ اپریل کو اس طرف سے درج ذیل پانچ بااختیار حضرات کے نام مولانا حبیب گل کو بھیج دیئے گئے۔

(۱) حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب (۲) حضرت مولانا غلام ربانی صاحب
(۳) حضرت مولانا عبدالحق صاحب (۴) حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی
(۵) مولانا زاہد الراشدی صاحب

جبکہ دوسری جانب کے احباب نے اپنے حلقہ کا ایک اجلاس منعقد کر کے بذریعہ حضرت مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی مدظلہ تحریری طور پر ان پانچ بااختیار حضرات کے نام مجوزہ مصالحتی کمیٹی کے لیے نامزد کر دیئے۔

(۱) مولانا امیر حسین گیلانی اوکاڑہ (۲) امیر نواز ایڈووکیٹ بنوں
(۳) حاجی فقیر محمد خان صاحب ہزارہ (۴) مولانا محمد خان شیرانی بلوچستان
(۵) حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ لاہور۔

ہر دو اطراف کے دس افراد کی کمیٹی نے متفقہ طور پر جماعت میں مصالحانہ کوششوں کے داعی حضرت مولانا حبیب گل دامت برکاتہم کو کمیٹی کا گیارہواں رکن اور سربراہ منتخب کر کے مصالحتی مجلس (کمیٹی) کا پہلا اجلاس شیرانوالہ گیٹ لاہور میں اور دوسرا جامعہ مدنیہ کریم پارک میں منعقد کیا۔

دونوں اجلاسوں میں فریقین نے خوشگوار ماحول میں ایک دوسرے کا موقف سنا تجاویز پیش کی گئیں اور گلے شکوؤں کا اعادہ بھی ہوا۔

بہرحال ۲۴ اپریل ۱۹۸۳ء کو خوش کن اور دوستانہ ماحول میں یہ نیک فال اجلاس مولانا حبیب گل کے اس اعلان پر ختم ہوگیا کہ۔

"نظام العلماء پاکستان کے دونوں گروپوں کے اختلافات رفع کرنے کے لیے جانبین کے پانچ پانچ ارکان کے خیالات اور تجاویز گیارہ رکنی کمیٹی میں زیر بحث آئے خیالات و تجاویز کے تفاوت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ اختلافات بغیر اس کے رفع نہیں ہوسکتے کہ جانبین کی مرکزی، صوبائی اور ضلعی تنظیموں بشمول امراء کو ختم کیا جائے۔ میری سرکردگی میں رکنیت سازی کا کام شروع کیا جاوے اور اس کے لیے ایک انتخابی مجلس (کمیٹی) تشکیل دی جاوے جو کہ رکنیت سازی کا اہتمام اور نگرانی کرے۔"

اس تجویز کی کاپیاں فریقین کو دے دی گئی ہیں اور کمیٹی کا آئندہ اجلاس ۱۵ مئی ۱۹۸۳ء بروز اتوار ۲½ بجے دن مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہوگا جس میں حتمی فیصلہ کیا جاوے گا۔

حسب اعلان ۱۵ مئی ۸۳ء کو گیارہ رکنی مجلس (کمیٹی) کا اجلاس منعقد ہوا جو دو روز جاری رہا کافی بحث و تمحیص کے بعد ۱۶ مئی کو فریقین نے چھ امور پر اظہار اتفاق کیا۔ ان چھ امور کو تحریری شکل دی گئی جس پر مجلس گیارہ میں درج ذیل نو ارکان نے دستخط کیے۔

(۱) حضرت مولانا حبیب گل مدظلہ (سربراہ مصالحتی کمیٹی) (۲) مولانا زاہد الراشدی صاحب گوجرانوالہ
(۳) مولانا امیر حسین شاہ صاحب گیلانی (۴) مولانا حامد علی رحمانی (قائم مقام مولانا غلام ربانی)
(۵) چوہدری شوکت علی کوٹ ادو (۶) حاجی فقیر محمد صاحب ہزارہ
(۷) مولانا محمد خان صاحب شیرانی (۸) امیر نواز خاں ایڈووکیٹ بنوں

۹۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب چنیوٹ۔

بعد ازاں اس فیصلہ سے اتفاق کرتے ہوئے امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم۔ سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم اور دوسری طرف سے حضرت مولانا سراج احمد صاحب مدظلہ دین پوری نے دستاویز پر دستخط ثبت فرما دیئے۔ جس کا باقاعدہ اعلان ۱۹ رمئی کو مولانا زاہد الراشدی صاحب اور مولانا امیر حسین گیلانی کی موجودگی میں ایک پریس کانفرنس میں کیا۔

متفقہ فیصلہ کا اصل متن یہ ہے:۔

جمعیۃ علماء اسلام کے دونوں گروپوں کے درمیان مصالحت کے لیے حضرت مولانا حبیب گل مدظلہ کی سربراہی میں قائم ہونے والی گیارہ رکنی مصالحتی مجلس طویل غور و خوض کے بعد اس متفقہ فیصلہ پر پہنچی ہے کہ۔

۱۔ دونوں گروپوں کے درمیان اختلافی امور کے تصفیہ کے لیے مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس ۲۱ رشوال سن ۱۴۰۳ھ مطابق یکم اگست ۱۹۸۳ء بروز پیر صبح ۸ بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہوگا۔ اجلاس کا ایجنڈا مولانا حبیب گل صاحب جاری کریں گے۔ وہی مجلس عمومی سے ایجنڈا کے مطابق فیصلہ لیں گے اور اجلاس کے اختتام تک اجلاس کی صدارت فرمائیں گے۔ اجلاس کا ایجنڈا یہ ہوگا
(۱) امیر سمیت تمام مرکزی عہدہ داروں کا انتخاب (۲) جماعتی پالیسی کا تعین

۲۔ مرکزی مجلس عمومی کی متفقہ فہرست مولانا سید امیر حسین گیلانی اور زاہد الراشدی پر مشتمل ذیلی مجلس مرتب کرے گی۔

۳۔ مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس تک ایم آر ڈی میں شرکت کا فیصلہ معطل رہے گا اور فریقین ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی سے کلیتہً گریز کریں گے۔

۴۔ ایم۔ آر۔ ڈی یا کسی دیگر جماعت کی طرف سے جمعیۃ کے بنیادی مقاصد کے خلاف بیان آنے کی صورت میں اس کا جواب باہمی مشورہ سے دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ایم آر ڈی کی حمایت یا مخالفت میں بیان بازی سے گریز کیا جائے گا۔

۵۔ انتخابی طریق کار کے تعین اور کوئی اختلاف پیدا ہو جانے کی صورت میں اس کا فیصلہ گیارہ رکنی مجلس کرے گی۔

۶۔ دونوں فریقوں کے امیروں کے دستخط ہو جانے کے بعد یہ فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔

اس فیصلہ سے جماعتی کارکنوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی مایوسیوں اور سیاسی جمود کے بادل چھٹ گئے اور یہ محسوس کیا جانے لگا کہ وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے کہ جماعت پھر سے اتحاد و یگانگت کا نمونہ ہوگی لیکن وائے افسوس کہ اس اعلان کی روشنائی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ دوسری طرف سے یکے بعد دیگرے کئی بیانات مصالحتی کمیٹی کے اس اعلان کے خلاف اخبارات کی زینت بنے دیوار کے اس پار اس مصالحت کی مذمت کرنے والوں میں (ان کے بڑے عہدیدار اور) بزرگ حضرات پیش پیش تھے۔ لیکن ادھر کے احباب نے اس خلاف ورزی کا قطعاً نوٹس نہیں لیا۔ اسی اثناء میں مجلس عمومی کی فہرست تیار کرنے کے لیے تشکیل دی جانے والی دو رکنی ذیلی مجلس کے اجلاس کا وقت آن پہنچا لیکن مولانا امیر حسین شاہ صاحب گیلانی بوجوہ شرکت نہ کر سکے اور یوں اجلاس نہ ہو سکا بہرحال اوکاڑہ رابطہ قائم کر کے ان سے دو روز بعد کا وقت لے لیا گیا یہ اجلاس گوجرانوالہ میں رکھا گیا لیکن اس بار بھی وہی ہوا جس کی توقع تھی کہ مولانا امیر حسین شاہ صاحب گیلانی گوجرانوالہ تشریف لائے اور محض سلام و کلام کے کچھ دیر بعد آنے کا کہہ گئے مگر نامعلوم وجوہ کی بناء پر وہ نہ آ سکے۔ اِدھر یہ ہو رہا تھا اور اُدھر اخباری بیانات کے ذریعے مصالحتی کوششوں کو ناکام بنانے کے لیے "اُدھر کے مخلصین" ڈٹے ہوئے تھے۔

بہرحال ۹ رجون کو گیارہ رکنی مصالحتی کمیٹی کا پھر اجلاس منعقد ہوا اور اس میں فریق ثانی کے نمائندوں نے کہا کہ مجلس کے فیصلہ کے خلاف بیانات غلط فہمی کی بنیاد پر دیئے گئے ہیں اور اب ان سب حضرات کو سمجھا دیا گیا ہے۔ اس لیے اب کوئی خلاف ورزی اور بیان بازی نہیں ہوگی۔" اور اس کے ساتھ ہی مجلس کے فیصلوں کے حق میں مولانا میاں سراج احمد دین پوری کی ۵ رجون کی تحریر کردہ ایک چٹھی بھی پیش کی گئی ہے جسے ضابطتاً مصالحانہ جذبے کے تحت قبول کیا گیا لیکن ۹ رجون کے فوراً بعد ۱۱ رجون کو مولانا فضل الرحمان نے ایم۔ آر۔ ڈی سے متعلق ایک بیان دیا جس میں ایم۔ آر۔ ڈی سے تعاون کی بات کی گئی تھی اسی دوران کراچی میں مولانا نور الہدیٰ نے اپنے مدرسہ جامع ربانیہ میں ایم۔ آر۔ ڈی صوبہ سندھ کا کنونشن رکھا جس میں قاری شیر افضل اور میزبان شریک تھے۔ اس کے بعد مولانا امیر حسین

باقی ص ۲۰

مصالحتی کمیٹی کا اجلاس رمضان المبارک کے فوراً بعد طلب کیا جاوے

مولانا حبیب گل مدظلہ سے مطالبہ

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ انہوں نے مصالحتی کمیٹی کے ۱۵ ر رمضان کو ہونے والے اجلاس میں شرکت سے انکار کیا ہے انہوں نے آج ایک بیان میں کہا ہے کہ ۱۵ ر رمضان کو مصالحتی کمیٹی کا کوئی اجلاس طلب ہی نہیں کیا گیا۔ اس لیے شرکت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہم نے مولانا حبیب گل سے اپنے حالیہ رجسٹرڈ خط میں مطالبہ کیا ہے کہ مصالحتی کمیٹی کا مکمل اجلاس رمضان المبارک کے فوراً بعد طلب کیا جاوے تاکہ دوسرے فریق کی طرف سے کمیٹی کے فیصلہ کی مسلسل خلاف ورزی سے پیدا ہونے والی صورت حال پر بحث کی جا سکے۔

انہوں نے کہا کہ مولانا حبیب گل کی سربراہی میں گیارہ رکنی مصالحتی کمیٹی نے ۱۶ ر مئی کو یہ متفقہ فیصلہ کیا تھا کہ جمعیۃ کے عہدہ داروں کے انتخاب اور پالیسی کے تعین کا فیصلہ یکم اگست کو مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں ہو گا۔ اور اس وقت تک ایم۔آر۔ڈی میں دوسرے فریق کی شرکت کا فیصلہ معطل رہے گا اور ایم۔آر۔ڈی کی حمایت یا مخالفت میں کوئی بیان جاری نہیں کیا جائے گا لیکن اس فیصلہ کے اعلان کے فوراً بعد دوسرے فریق کے اہم رہنماؤں بالخصوص مولانا میاں سراج احمد دین پوری اور مولانا سید محمد شاہ امروٹی کی طرف سے فیصلہ کی کھلم کھلا مخالفت اسے مسترد کرنے کے اعلانات مسلسل اخبارات میں آتے رہے جس کے جواب میں ہم نے خاموشی اختیار کی اور ۹ ر جون کو مصالحتی کمیٹی کے اجلاس میں اس مسئلہ کو دوبارہ اٹھایا جس پر فریق ثانی کے نمائندوں کی طرف سے کہا گیا کہ کمیٹی کے فیصلہ کے خلاف بیانات غلط فہمی کی بنیاد پر دیئے گئے ہیں۔ اور اب سب حضرات کو سمجھا دیا گیا ہے اس لیے اب کوئی خلاف ورزی اور بیان بازی نہیں ہو گی اور اس کے ساتھ کمیٹی کے فیصلوں کے حق میں مولانا میاں سراج احمد دین پوری کی ۵ ر جون کو تحریر کردہ ایک چھٹی بھی پیش کی گئی جسے خالصتاً مصالحانہ جذبے کے تحت قبول کر لیا گیا لیکن ۹ ر جون کے اجلاس کے فیصلوں کی سیاہی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ ۱۱ ر جون کے اخبارات میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا بیان شائع ہوا جس میں ایم۔آر۔ڈی کی وکالت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ایم آر ڈی کے بانی مولانا مفتی محمودؒ ہیں اور جمعیۃ علماء اسلام ایم آر ڈی سے تعاون جاری رکھے گی۔ اس کے ساتھ ہی کراچی میں ایم آر ڈی سندھ کے کنونشن کی رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی جس کے مطابق یہ کنونشن جامعہ ربانیہ ناظم آباد میں ہوا جس کے مہتمم فریق ثانی کے کراچی ڈویژن کے امیر مولانا نور الہدیٰ ہیں مولانا موصوف نے ہی کنونشن کی صدارت کی اور مقررین کی فہرست میں اس گروپ کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات قاری شیر افضل کا نام شامل ہے یہ سب کچھ کمیٹی کے فیصلہ کی خلاف ورزی ہے۔

اس صورت حال میں مولانا سید امیر حسین گیلانی اور جناب اکرام القادری مرکزی مجلس عمومی کی فہرست کی ترتیب کے لیے ورکنگ کمیٹی کو آگے بڑھانے کے لیے گوجرانوالہ تشریف لائے تو میں نے ان تازہ خلاف ورزیوں پر ان سے احتجاج کیا اور اپنا موقف تحریری طور پر عرض کر دیا کہ کمیٹی کے فیصلہ کی مسلسل خلاف ورزیوں کے باعث ورکنگ سب کمیٹی کے کام میں مزید معاونت جماعتی قیادت سے رجوع کیے بغیر میرے لیے مشکل ہے۔

اس کے بعد مولانا سید امیر حسین گیلانی کے ساتھ کم و بیش پانچ گھنٹے کی طویل گفتگو میں میں نے اپنے موقف میں یہاں تک لچک پیدا کی کہ اگر مولانا گیلانی ان تازہ خلاف ورزیوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان پر افسوس کا تحریری اظہار کر دیں تو میں اپنا احتجاج واپس لے کر سب کمیٹی کے کام میں شرکت کے لیے تیار ہوں لیکن مولانا موصوف ان واقعات کو خلاف ورزی تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہ ہوئے اس لیے اصولی طور پر سب کمیٹی کے کام میں معاونت و شرکت کا میرے پاس کوئی جواز نہیں تھا۔ اور میں اپنے اس انکار پر اب بھی قائم ہوں اور میں نے مولانا حبیب گل صاحب کو اس صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے الخ

باقی صہ ۱۹ پر

نومسلم فرانسیسی عالم موریس بوکائی سے ایک ملاقات

ڈاکٹر موریس بوکائی فرانسیسی محقق سرجری کے ماہر ہیں۔ قرآن کے مطالعہ و تفسیر اور قرآن کی اصلی زبان میں تلاوت کی غرض سے پچاس برس کی عمر میں عربی زبان سیکھی۔ ابتداء میں علمی حقائق اور دینی تعلیمات میں تطبیق کی تلاش و مطالعہ کیا پھر ۱۹۷۶ء میں اپنی شہرہ آفاق کتاب "قرآن، انجیل اور سائنس" تالیف کی۔ اس کے بعد ایک دوسری کتاب "اصل الانسان" کے نام سے تصنیف کی۔ اس میں جدید سائنسی اور کتب سماویہ کے بعض جوابات تحریر فرمائے۔ کیتھولک کیتھرنے موصوف کی اس کوشش کا اعتراف کیا جس کی بناء پر موصوف یورپ ہی نہیں بلکہ چار دانگ عالم میں مشہور و معروف ہوئے عالمی یونیورسٹیوں میں موصوف کے محاضرات ہوتے رہتے ہیں۔ موصوف اپنی غیر جانبدارانہ اور حقیقت پسندانہ بحث اور علمی تحقیق و تدقیق سے بڑے بڑے اہل علم کو اپنا ہمنوا اور اپنے اس خیال کا قائل بنا لیتے ہیں کہ قرآن کسی بشر کا قول نہیں اللہ کی طرف سے وحی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

ڈاکٹر بوکائی کی نظر میں ان نتائج پر علماء مغرب کی حیرت و استعجاب کی وجہ یہ ہے کہ اہل مغرب ایک مدت تک اسلام سے ناآشنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلط ترین اور زہریلے افکار و نظریات کے حامل رہے اور یہ جان نہ سکے کہ دیگر کتب سماویہ کے برخلاف قرآن کریم مسخ و تحریف سے وہ ہر زمان و مکان کی رہنمائی کی صلاحیت اور ہر طرح کے نشیب و فساز کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چودہ صدیوں سے کائنات، انسان اور اس کی خلقت کے ایسے بے شمار حقائق اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جن کا خاطر خواہ علم انسان کو اس دور جدید میں آکر ہوا۔ اب بھی اس کے بہت سے حقائق پردۂ اخفا میں ہیں۔

ذیل میں ہم ڈاکٹر موریس بوکائی سے لیے گئے ایک انٹرویو کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ انٹرویو مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے اخبار عالم الاسلامی کے نمائندے نے لیا ہے۔

قرآن کریم میں سائنسی معلومات

س: قرآن کریم اور دیگر کتب سماویہ کے مطالعہ کا اتنا زبردست داعیہ آپ کے اندر کیسے پیدا ہوا کیونکہ؟

ج: فرانس کی زندگی میں عام شہریوں کی طرح میں نے بھی اسلام کے متعلق صرف یہ جانا کہ "اسلام محمد نامی ایک عبقری اور جینیس شخص کا گھڑا ہوا دین ہے" تقریباً ۵۰ برس تک اسلام کے متعلق میرا یہی تصور رہا۔ پھر رب کریم کی عنایتوں میں سرجری کا طبیب ہوا۔ مریض میرے پاس آتے تو میں ان کے سامنے اسلام کا مسیحیت سے موازنہ کرتا۔ اس بحث و مباحثہ کے دوران بعض لوگوں نے مجھے بتایا کہ اسلام کے متعلق میرے خیالات یکسر غلط ہیں۔ اولاً تو میں نے خود انہیں کی تغلیط کی۔ لیکن جب بعض لوگوں نے مجھے وقتاً فوقتاً قرآنی حقائق اور بعض دستاویزیں دکھائیں اور میں نے از سر نو غور و فکر کی تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ وہ اپنے قول میں حق بجانب ہیں اور میں سراسر غلطی پر ہوں بلکہ خود میرے اساتذہ غلطی پر ہیں۔ اس طرح کتب و مجلات ٹیلی ویژن اور نشریاتی پروگرام میں میں نے جو کچھ پڑھا دیکھا اور سنا تھا سب پر یک قلم خط تنسیخ پھر گیا لیکن میں حیرت میں ہوں کہ اپنے موقف و رد یہ میں میں اعتدال کہاں سے لاؤں اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کس طرح کروں۔

س: یہ کب پیش آیا؟

ج: فاتیکان کی آٹھویں کانفرنس کے روشن ضمیری اور توسع کی روح بیدار ہونے سے پہلے یعنی ۱۹۲۶ء سے قبل جب کہ فرقہ وارانہ احساس شدت پر تھا اور مسلمان و مسیحیوں کے درمیان براہ راست کسی طرح کی گفتگو نہیں ہوتی تھی۔

س: اس کے بعد آپ کا کیا عمل رہا۔

ج: اس کے بعد میرے سامنے ایک ہی راہ تھی کہ میں قرآن کی اصلی زبان

میں قرآن کا مطالعہ کرنے کے لیے عربی زبان سیکھی۔ الغرض میں نے عربی زبان سیکھنی شروع کردی۔ اور تقریباً دو سال تک محنت و شوق سے اس مہم کو سر کرنے میں لگا رہا۔ بالآخر میں نے عربی زبان سیکھ لی اور باآسانی دینی و علمی دونوں حیثیت سے قرآن کا مطالعہ کرنے کے لائق ہوگیا۔

س: مطالعہ نے آپ کو کیا دیا۔

ج: مطالعہ سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ قرآن اللہ کی وحی ہے کسی بشر کا قول قطعاً نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں۔

س: آج جب کہ دنیا ڈاروِن کا سالانہ جشن منا رہی ہے تو کیا آپ ڈارونی نظریہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔

ج: جی ہاں میں ڈاروِن کے نظریہ کا شدت سے مخالف ہوں۔ ڈارون کا نظریہ سراسر خطا پر مبنی ہے۔ ڈاروِن کے نظریہ کی بنیاد ایسی علمی تحقیقات پر نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ انسان اور ڈاروِن کے ایجاد کردہ نسلی ارتقاء میں کس طرح کا علاقہ ہے۔ یہ محض ایک مادیت پرست شخص کے غلط اندازے ہیں۔ میری کتاب "اصل الانواع" میں ڈاروِن کے اوپر ایک مبسوط مقالہ ہے۔

علماء کے جرائم

س: کیا ڈاروِن کو اپنی غلطی کا علم تھا؟

ج: جی ہاں! مادیت کی نمائندگی کرنے والے بہت سے علماء بے شمار نظریے ایجاد کیے جن میں اکثر و بیشتر غلط ہیں طرہ یہ کہ انہیں اس کا علم بھی ہے لیکن مادی ہونے کے ناطہ اپنے اس عمل پر قائم ہیں۔ میں نے آپ کو جو کتاب ہدایہ کی ہے اس میں میں نے بعض علماء پر تنقید کی ہے ان میں سے بعض نے نوبل پرائز بھی حاصل کیے ہیں۔

س: فرانس سے باہر کی دنیا میں آپ کی تحریروں کا براہ راست کچھ اثر ہے؟

ج: جی ہاں ابھی چند دنوں قبل میں نے شمالی اور مغربی افریقہ کا سفر کیا وہاں حقیقت الانسان۔ قرآن کریم، انجیل اور سائنس کے اوپر میرے دسیوں محاضرے ہوئے۔ محاضرہ کے بعد دسیوں طلبہ میرے پاس خراج تحسین ادا کرنے آتے، کیونکہ اس محاضرہ سے ان کے سامنے بہت سے ایسے ایسے حقائق آگئے جن سے تمام علوم خصوصاً حقیقت الانسان کے متعلق قرآن کے بیان کردہ نظریات کی حقانیت کھل کر سامنے آگئی، بعضوں نے تو یہاں تک اعتراف کیا کہ پہلے اسے اپنے ایمان و یقین میں تردد و تذبذب تھا لیکن میری تحریروں کو پڑھ کر یا میرا محاضرہ سن کر اس کی دنیا ہی بدل گئی ایمان و یقین میں پختگی آگئی اور وہ شرح صدر کے ساتھ نمازیں پڑھنے لگا۔ ایمان و یقین کے اس تذبذب کا اصل سبب یہی تھا کہ بعض علماء نے خودساختہ نظریات پیش کیے اور پڑھنے والوں نے اسے قطعی اور آخری سمجھ لیا۔

تھیوریوں کا سمِ قاتل

س: حقیقت الانسان کے بارے میں سائنس کیا کہتی ہے اور اس سلسلہ میں مذہب و سائنس میں تضاد کیوں ہے؟

ج: میں نے اپنی کتاب "اصل الانسان" میں یہ واضح کرنے کی پوری کوشش کی ہے کہ سائنس کی نظر میں کیا چیز مشکوک و محتمل اور کیا چیز قطعی و یقینی ہے۔ نیز ان نظریات سے بھی بحث کی ہے جن کی علماء نے تائید کی ہے لیکن اب ان کی بنیاد منہدم ہو رہی ہے۔ چنانچہ ۱۸۵۹ء میں ڈاروِن نے جب اپنی کتاب "اصل الانواع" کی اشاعت کی تو اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ حیوانات آپس میں نشوونما پا سکتے ہیں۔ لیکن سائنٹفک دلائل سے یہ بات ثابت نہیں کی کہ انسان کا نسب نامہ بندروں سے جاملتا ہے۔

س: پھر آخر یہ کس کی کارستانی ہے؟

ج: اصلاً دوسرے لوگوں نے اس کے نظریات کو مسخ کرکے غلط باتیں اس کی جانب منسوخ کردیں جس میں یہ دعویٰ بھی تھا کہ انسان کی حقیقت بندر ہے۔ لیکن ڈاروِن نے ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں انگلترا میں ڈاروِن کے مؤیدین اور پادریوں کے درمیان وہ مشہور مباحثہ ہوا جس میں ہر ایک نے دوسرے کو بدکلامی کا نشانہ بنایا۔

اس طرح کے سوالات کے پیش نظر سائنسی تحقیقات اور علماء کے پیش کردہ نظریات میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔

اناجیل کی فروگزاشتیں

س: بحث و تحیص سے کتاب مقدس کی سائنسی غلطیاں نمایاں ہوکر سامنے آجاتی ہیں تو کیا قرآن کے بھی سائنسی حقائق، سائنس کے مسلمات سے ٹکراتے ہیں؟

ج: غیر مسلموں کی مقدس کتاب مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کے واسطے سے نقل ہوتی رہی ہیں اس سلسلہ کی سب سے قدیم کتاب "دیدھوا" ہے جو کہ قبل مسیح نویں اور دسویں صدی کے درمیان لکھی گئی۔ اس کتاب کی ضخامت اگرچہ بہت کم ہے لیکن زمانہ ماضی میں اس سے زیادہ جامع کتاب کوئی نظر نہیں

آئی پھر عہد قدیم کی دوسری کتاب "الخالص بصلاحیات الرھبان" دساکرودتال، چھٹی صدی قبل مسیح میں سامنے آئی۔ یہ کتاب موجودہ اناجیل کے مقدمہ کی حیثیت سے جانی جاتی ہے۔ یہ کتاب کائنات کی تخلیق، دنیا میں انسان کے ظہور اور پھر اس کے بعد رونما ہونے والے واقعات کی حکایتوں پر مشتمل ہے اس کے بعد انجیل کا نزول ہوا لیکن عہد جدید کی کتابوں سے خلق انسان کے مسئلہ پر زیادہ روشنی نہیں پڑتی بلکہ عہد قدیم ہی کی تکرار نظر آتی ہے جیسا کہ سنیت لوک کی انجیل میں ہے اس کے بعد قرآن کا ظہور ہوا۔ قرآن نے انسان کے بارے میں وہ بیش قیمت مواد فراہم کر دیا۔ جو جدید و قدیم دونوں ہی عہد کی کتابوں میں مفقود نظر آتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ انجیل وغیرہ کی طرح غلطیوں سے مبرا ہے۔

س: قرآن کے بجائے دیگر مقدس کتابوں میں اس کثرت سے غلطیوں کے پائے جانے کی آپ کے نزدیک کیا توجیہہ ہے؟

ج: جن لوگوں نے مقدس کتابوں کو بزعم خود الہام الٰہی کی بنیاد پر مرتب کیا دراصل ان کی ساری کاوش، فکر، وقت اور ماحول کی صدائے بازگشت تھی۔ انہوں نے انسان اور اس کی خلقت کا تصور ربانی حیثیت سے پیش کیا، اس میں بھی وقت کی مشہور روایات و رسوم اور زمانہ کے رائج مفاہیم کا عکس تھا۔ تمام کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مفسرین کے نزدیک یہ بات متفق علیہ ہے۔

س: کیا کلیسہ کو بھی اس کا اعتراف ہے؟

ج: جی ہاں! کلیسہ کو بھی اس کا اعتراف ہے جیسا کہ ویٹیکان کی دوسری کانفرنس نے عہد قدیم وجدید کی کتابوں کے وحی ہونے کا اعلان کرتے وقت یہ بات کہی تھی کہ "بعض اناجیل محدود و ناقص مفاہیم پر مشتمل ہیں"

س: اس سلسلہ میں آپ کا قرآن کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ج: یہ ایک دوسرا مسئلہ ہے ویسے مفسرین نے مجھے بتایا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ میں نے قرآن کا مطالعہ کیا تو مجھے اس میں کسی طرح کا علمی مغالطہ نظر نہیں آیا۔ بلکہ میں نے یہ محسوس کیا کہ قرآن میں جو معارف و حقائق مضمر ہیں وہ چودہ سو سال کی پوری تاریخ میں سطح انسانی سے بالاتر ہیں۔ یہ بات بجائے خود اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں، چاہے وہ فیلسوف زمانہ اور علامۃ الدہر ہی کیوں نہ ہو، کہ وہ قرآن کی طرح ان علمی حقائق کی گرہ کشائی کر سکے، جو کہ جدید سائنس کے نظریات سے تال میل کھا سکیں۔ جو چیز سائنس کا ساتھ نہیں دیتی وہ انجیل کا یہ نظریہ ہے کہ "انواع" کا وجود تو ہے لیکن اس میں کسی طرح کا تصور نہیں ہوا۔ لیکن قرآن کی رو سے انسان نسلِ انسانی کی پوری تاریخ میں مختلف انقلابات سے گزرتا رہا ہے۔ یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ مسیحیوں کو اپنی کتاب مقدس کی غلطیوں سے باخبر ہونے کی نہایت سخت ضرورت ہے۔

چونکہ میں اپنے مطالعہ میں انصاف پسند اور غیر جانبدارانہ واقع ہوا ہوں اس لیے مجھے اس طرح کے موضوع پر اظہار خیال کی بار بار دعوت دی گئی ہے ہر جگہ میں نے دینی نقطہ نگاہ سے قطع نظر علمی نقطہ نگاہ سے موضوع پر اظہار خیال کیا، علمی حیثیت سے جو چیز قابل قبول نظر آئی اسے عوام کی خدمت میں پیش کیا اور وجوہات محل غور نظر آئی اسے تنقید کی کسوٹی پر پرکھا۔

س: کیا آپ مسلمان ہیں؟

ج: میں نے شروع ہی میں یہ بات بتا دینا چاہی تھی کہ قرآن کے بارے میں بسم اللہ بھی جاننے سے پہلے میرا یہ عقیدہ تھا کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔ ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور جب خدا نے مجھے قرآن کے مطالعہ کی توفیق دی تو میرا دل خود بول اٹھا کہ قرآن اللہ کی وحی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے اپنی کتاب "قرآن، انجیل اور سائنس" میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ میری یہ کتاب مسیحی دنیا میں بہت جلد خلعت قبولیت سے سرفراز ہوئی۔ اس کتاب میں میں نے اپنی دینی صورت حال ظاہر کیے بغیر محض علمی حیثیت سے مباحث کا جائزہ لینے پر اکتفا کیا ہے کیونکہ میں دنیا کے سامنے علمی حیثیت سے آنا چاہتا ہوں۔ رہی عقیدے کی بات تو دل کا حال خدا سے مخفی نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے اپنے دین و ایمان کی حقیقت ظاہر کی تو لوگ یہ کہیں گے کہ لو کوئی فلاں دینی نقطہ نگاہ سے لکھتا ہے اور اس کے سارے مسائل دین و ایمان سے تعلق رکھتے ہیں جن میں دینی جذبات کا دخل ہوتا ہے۔ میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ میں اپنے ابنائے جنس کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اس لیے میں انہیں اس بات کی یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ جو کچھ کہتا ہوں خالص علمی نقطہ نگاہ سے کہتا ہوں اس سوال کا میں نے ہمیشہ یہی جواب دیا ہے۔

س: یہ جواب اطمینان بخش ہے لیکن دل کی

مناسبت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: بدن کے ظاہر و محسوس عضو کا نام دل نہیں دل ایک جوہر ہے۔ دل ایک نور ہے۔

دعوت اسلامیہ کا مستقبل

س: مغرب میں دعوت اسلامیہ اور اس کی سرگرمیوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ قوم کو اس کی عام فہم زبان میں مخاطب کیا جائے۔ زبان یہاں اپنے وسیع مفہوم میں ہے یعنی دعوت کے جن اصول وضوابط کی طرف عوام کو دعوت دی جا رہی ہے ان اصول وضوابط کے پیش کرنے کے لیے وہی اسلوب اپنایا جائے جو عوام میں معروف و مقبول ہو۔ میں نے اپنی کتاب "قرآن، انجیل اور سائنس" میں قارئین کو قرآنی حقائق سے آشنا اور اپنے فکر سے روشناس کرانے کے لیے ایک نیا طرز اپنایا مسیحی حکام نے اس کی تحسین کی اور قرآن کی ماہیت کو سمجھنے کے لیے اسے ایک کامیاب اسلوب قرار دیا۔ میرا یہی منصفانہ اور غیر جانبدارانہ نقطہ نظر میری دونوں کتابوں کی اشاعت کا سبب بنا چنانچہ اولاً میں نے مسیحیوں کے مرکز توجہ اور ان کے عام فہم اسلوب کا پتہ لگایا۔ پھر مجھے یہ کامیابی حاصل ہوئی۔ ان دونوں کتابوں کی اشاعت کے بعد مختلف جلیل الشان علماء و مثقفین و محققین اور بعض سادہ لوح اشخاص کی طرف سے میرے پاس خطوط آئے جن میں انہوں نے میرے مطالعہ قرآن اور نتیجہ فکر سے دلچسپی اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور اس بات پر اتفاق ظاہر کیا کہ قرآن کسی بشر کی ذہنی پیداوار نہیں مثلاً انجیل کے متعلق میں نے جو کچھ اظہار خیال کیا اور اس کی جن غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اس سے انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا۔ چند دنوں قبل مجھے چند اہم مسیحی شخصیتوں کے ساتھ ایک عصرانہ دیا گیا، جس میں انہوں نے میرے اسلامیات سے متعلق لٹریچر پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا مزید برآں اسلام کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنے کے لیے بعض تفاسیر کے نام دریافت کئے۔

تشویشناک تفسیریں

س: آپ نے کن تفاسیر کا مشورہ دیا؟

ج: افسوس کہ فرانسیسی زبان میں ایسی تفسیریں بہت کم پائی جاتی ہیں جو ان کے حق میں اطمینان بخش ثابت ہوں اور جن سے ان کی مقصد برآری ہو سکے اس سلسلہ میں سب سے اہم تفسیر ڈاکٹر حمید اللہ کی ہے۔ لیکن یہ کسی حد تک تشنہ ہے۔ اسی طرح سے حمزہ ابوبکر کی بھی تفسیر اہمیت کی حامل ہے لیکن اس میں بھی کچھ ترمیم و اضافہ کی ضرورت ہے۔ اس وقت کی تفاسیر قارئین کے حق میں تشویشناک ہیں اس لیے ضرورت ہے کہ وقت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر قرآن کی بہتر سے بہتر تفسیر کی جائے۔ ویسے میری شخصی رائے یہ ہے کہ قرآن صحیح طور پر سمجھنے کے لیے اولاً عربی زبان سیکھنی چاہئے کیونکہ بہت سے مفسرین قرآن، قرآن کے تمام مباحث میں مہارت نہیں رکھتے اس لیے اکثر وہ ان مباحث میں لغزش کھا جاتے ہیں، جن میں وہ مختص نہیں ہوتے، مثلاً جس شخص نے سائنس میں اختصاص نہیں کیا ہے وہ قرآن کی ان سو آیتوں کی تفسیر نہیں کر سکتا جن کا تعلق علوم طبیعیات سے ہے۔ صاحب طرز ادیب ہونا بھی قرآن کی تفسیر و توضیح کے لیے کافی نہیں۔

قرآن کی غلط تفسیر

س: قرآن کی غلط تفسیر کی کوئی مثال آپ کے ذہن میں ہے؟

ج: مثلاً "خلق الانسان من علق" مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں بہت پیچ و تاب کھایا اور ان سے اس کی کوئی صحیح تفسیر نہ ہو سکی مفسرین کے نزدیک علق سے مراد دم منجمد ہے حالانکہ یہ تفسیر علق بعلق (خون دیوار رحم سے چپک جاتا ہے) کا صحیح مفہوم نہیں ادا کر رہی ہے، اس لیے "علق" کی تفسیر دم منجمد سے کرنا صحیح نہیں کیونکہ انسان دم منجمد سے پیدا ہوا ہے، بعینہ یہی غلطی یوسف علی سے بھی ان کی انگریزی تفسیر میں ہوئی ہے۔ ان غلطیوں کے اثرات یہ پڑیں گے، کہ قرآن کو حقیقت حال سے غیر مطابق سمجھا جانے لگا۔ اور ذہنوں میں یہ تصور جم جائے گا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں، ٹھیک یہی بات دیگر کتابوں میں پیش آئی، اس کا مقتضی یہ ہے کہ تفسیر میں صحت کے التزام کے ساتھ ساتھ ترمیم ہوتی رہنی چاہیئے اور تفسیر سے عملاً قرآن کی غرض و غایت بھی حاصل ہوتی چاہیئے۔ غلط تفسیر سے حتیٰ کہ تاریخی وغیرہ تاریخی مسائل میں بھی متوقع مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔

س: کیا قرآن کی کوئی ایسی بات بھی ہے جو آپ کی سمجھ میں نہ آسکی ہو؟

ج: علمی ناحیہ سے تو ساری باتیں سمجھ میں آگئی ہیں۔ البتہ قرآن کے دوسرے بہت سے مباحث ابھی سمجھ میں نہیں آسکے ہیں۔ باقی صـ ۲۱ پر

نصراللہ جان اعوان

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
ناقابل تسخیر شخصیت

عظیم مذہبی اور سیاسی مفکر حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مالک حقیقی کے پاس گئے پورے تین سال ہونے کو ہیں۔ لیکن آج بھی مرحوم کے کئی پروانے محسوس کرتے ہیں کہ آپ ابھی تک حیات ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے جو بے مثال کارنامے سرانجام دیئے وہ یقیناً سالہاسال تک پاکستانی عوام کے ذہنوں سے مٹ نہ سکیں گے اور تاریخ میں زندہ و جاوید رہیں گے۔ اس تاریخی حقیقت کو بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اور بے پناہ قربانیوں کے ساتھ اسلام، قوم اور ملک کے لیے جو کچھ کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ایک جانشین کی حیثیت سے کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت

پاکستان بننے سے دو سال پہلے علمائے دیوبند سے تعلق رکھنے والے دوسرے قافلہ کے سپہ سالار حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے جس جمعیۃ علماء اسلام کی بنیاد رکھی تھی حضرت عثمانیؒ کی رحلت کے بعد ان سے تعلق رکھنے والے حضرات کی اکثریت درس و تدریس میں مشغول ہونے کی وجہ سے گوشۂ گمنامی میں چلی گئی۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ۱۹۵۶ء میں حضرت مدنیؒ کے تربیت یافتہ علمائے کرام نے درس و تدریس کے ساتھ ہی تحریک ریشمی رومال کے ایک عظیم کردار قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علیؒ کی سربراہی میں جمعیۃ علماء اسلام کی از سر نو تشکیل کی۔ اس وقت حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی عمر ۳۵، ۳۶ سال کے لگ بھگ تھی۔ آپ کو جمعیۃ علماء اسلام کا نائب امیر بنادیا گیا۔ آپ کا صحیح سیاسی عمل اسی وقت سے شروع ہوا۔ سیاست میں عملی طور پر حصہ لینے کے بعد آپ ڈیرہ اسماعیل خاں کے حلقہ سے قومی اسمبلی کے لیے یکے بعد دیگرے تین دفعہ اور پنجاب کے حلقہ ڈیرہ غازی خاں سے ایک دفعہ بے پناہ دھاندلیوں کے باوجود بھاری اکثریت سے کامیاب ہوگئے۔

ملک بچانے کی کوشش

۱۹۷۱ء میں جب نام نہاد محب وطن قائدین ملک کو دولخت کرنے کی سازشوں میں مصروف تھے۔ اس وقت حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے پاکستان بچانے کی بے انتہا کوششیں کیں۔ حکومت کے سربراہ یحییٰ خاں مرحوم اور مغربی پاکستان کی اکثریتی پارٹی کے سربراہ بھٹو مغربی پاکستان کے عوام کو اشتعال دلا کر حضرت مولانا مفتی محمودؒ پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ آپ بھی مشرقی پاکستان کے عوام کے خلاف سازش میں شریک ہوجائیں لیکن آپ ان میں سے کسی کے دباؤ میں نہیں آئے۔ اور اپنی جماعت کی ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک کو دولخت ہونے سے بچانے کے لیے قومی اسمبلی کے بلائے گئے اجلاس کو ملتوی کرنے کی بجائے اجلاس سے پہلے ہی پاکستان کی تمام پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈروں کی ایک گول میز کانفرنس بلائی جائے تاکہ متنازعہ آئینی امور اجلاس سے پہلے طے ہوجائیں۔ جس سے مشرقی پاکستان کے عوام مطمئن ہوجائیں اور اگر اجلاس ملتوی کیا گیا تو مشرقی پاکستان کے عوام کو قابو کرنا ناممکن ہوجائے گا۔ لیکن افسوس کہ اپنے آپ کو پاکستان کی تحریک سے منسلک ظاہر کرنے والوں نے حضرت مدنیؒ کے عظیم شاگرد حضرت مفتی محمودؒ کی یہ تجویز مسترد کردی۔ اس کے باوجود بھی آپ نے پاکستان کو بچانے کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔

بالآخر سازشی کامیاب ہوگئے اور پاکستان دولخت ہوگیا۔

بحیثیت وزیر اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جب جمعیۃ [illegible] نیپ اتحاد کے ذریعے ۱۹۷۲ء میں صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ بنے تو آپ نے اس وقت کی مرکزی حکومت کے غلط رویہ اور سخت دباؤ کے باوجود شراب کی خرید و فروخت پر مکمل پابندی

عائد کی۔ تقاوی قرضوں پر سودی لین دین کا خاتمہ کیا جہیز، رمضان شریف اور قمار بازی وغیرہ کے سلسلہ میں اصلاحی نوعیت کے قوانین نافذ کیئے۔ اردو کو صوبے کی سرکاری زبان قرار دیا۔ سرکاری دفاتر میں انگریزی لباس کی بجائے قومی لباس رائج کیا۔ کسانوں اور زمینداروں کے درمیان خون خرابہ کرانے والے بلشبہ ورنام نہاد سیاسی لیڈروں کو دبا کر سالہا سال کے خون خرابہ کا سلسلہ ختم کیا۔ سیمنٹ، سوتی کپڑے، کیمیائی کھاد اور فولاد وغیرہ کے کارخانے قائم کیے۔ آپ کی حکومت نے کامیاب منصوبے بنائے صوبہ سرحد کی ۲۵ فیصد زمین جو کہ بنجر پڑی ہوئی ہے۔ زرخیز بنانے کے لیے گومل بیراج چشمہ رائٹ بنک کینال اور پہیود کینال کے منصوبے بنائے۔ اور ان منصوبوں کی کامیابی کے لیے مرکزی حکومت پر موثر دباؤ ڈالنے کی غرض سے موثر تحریک چلائی۔ اور جب مرکزی حکومت نے اپنی آمرانہ پالیسی کے تحت بلوچستان کی جمہوری حکومت کا خاتمہ کیا تو اس آمرانہ اقدام کے خلاف احتجاج کے طور پر آپ کی کابینہ نے فوراً استعفیٰ دے دیا۔ اس طرح پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اصولوں کی خاطر اقتدار کی قربانی دینے کی ایک مثال قائم ہوئی۔

صوبہ سرحد کی وزارت اعلیٰ سے مستعفی ہونے کے بعد حضرت مفتی محمودؒ کو اس دور حکومت کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے صوبائی وزارت اعلیٰ، مرکزی وزارت اور ملکی صدارت جیسے اہم عہدوں کی کئی پیشکشیں کی گئیں لیکن بھٹو مرحوم کو معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ کس عظیم ہستی کو لالچ دے رہا ہے بھٹو سمجھتا تھا کہ دنیا کا ہر فرد کسی نہ کسی قیمت پر خریدا جاسکتا ہے۔ مگر یہ درویش صفت سیاست دان ایک ایسی مایہ ناز ہستی (حضرت مدنیؒ) کا تربیت یافتہ تھا۔ جنہوں نے نہ صرف انگریزی حکومت کی طرف سے عہدوں کی پیشکشیں ٹھکرائی تھیں۔ بلکہ آزادی کے فوراً بعد بھارتی حکومت کی طرف سے دیئے گئے بھارت کے سب سے بڑے اعزاز کو بھی واپس کر دیا تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے بھی اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام پیشکشیں ٹھکرا دیں۔

تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لیے جد و جہد

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی طرح بھٹو مرحوم کے دور میں بھی یہ تحریک عوامی طور پر بہت قوت پکڑ گئی تھی۔ حکومت کے سربراہ بھٹو نے اس تحریک کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی تمام تر ذمہ داری قومی اسمبلی پر ڈال دی۔ اس صورت حال کے پیش نظر مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے تحریک کو عوامی طور پر طاقتور رکھنے کے لیے قادیانیوں کا مسلمانوں کی طرف سے سوشل بائیکاٹ کرا دیا۔ اس بائیکاٹ کی حکومت نے بھرپور مخالفت کی۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے ایک ایک رکن قومی اسمبلی کو اسلامی نکات سمجھانے کے ساتھ ہی انہیں عوام کے غیض و غضب سے بھی آگاہ کیا جس کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کے ممبران کی بہت بھاری اکثریت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے آمادہ ہو گئی۔ اس کے باوجود بھٹو مرحوم نے آخری دن قادیانیوں کے حق میں اسلام دشمن راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس روز حضرت مولانا بنوریؒ کے فرمان کے مطابق عوام کی بھاری تعداد پاکستان بھر سے اسلام آباد پہنچی ہوئی تھی اس لیے مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے بھٹو کو قادیانیوں کے حق میں دیکھتے ہوئے انہیں سخت الفاظ میں عوامی انقلاب کی دھمکی دی۔

اس طرح حضرت مولانا یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے تحریک ختم نبوت آدھی رات کے وقت کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

۱۹۷۷ء کے عام انتخابات

تحریک ختم نبوت سے کچھ عرصہ پہلے حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی آئین بنانے کے لیے بہت جدوجہد کی تھی۔ جس میں آپ کو بہت حد تک کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اور بھٹو کے خلاف آپ کا خطرناک محاذ آرائی کا دور اس وقت شروع ہوا جب بھٹو نے آئین میں پے در پے کئی ترمیموں کے ذریعے مسخ کر دیا۔ ان ایام میں آپ پارلیمنٹ میں قائد حزب اختلاف تھے۔ اسی محاذ آرائی کے دوران بھٹو نے ڈرامائی انداز میں مارچ ۱۹۷۷ء میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا اور چونکہ بھٹو آپ کی بے پناہ مدبرانہ صلاحیتوں اور عوام میں آپ کی مقبولیت سے آگاہ ہو چکا تھا اس لیے اس نے آپ کی بیماری کے دوران اسلام آباد کے ہسپتال میں ملاقات کر کے آپ کو عام انتخابات میں صوبہ سرحد اور بلوچستان تک محدود رہنے کی دھمکی آمیز الفاظ میں تاکید کی۔ اور ساتھ ہی دونوں صوبوں کے لیے لالچ بھی دیا۔ لیکن آپ نے بھٹو کی کسی دھمکی کی پرواہ نہیں کی اور نہ لالچ ہی میں آئے۔ اس لیے آپ نے حزب اختلاف کی تمام جماعتوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں حکومت کے خلاف متحد ہو کر ایک ہی پلیٹ فارم پر انتخابات لڑنے کے لیے آمادہ کیا۔ آپ کو اس کوشش میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ اور چونکہ قومی اسمبلی میں قائد اختلاف کی حیثیت سے آپ ایک ناقابل تسخیر شخصیت ثابت ہوئے تھے۔

اس لیے حزب اختلاف کی تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے آپ کو متفقہ طور پر پاکستان قومی اتحاد کا صدر منتخب کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں کے تعاون سے جس طرح اعلیٰ پیمانے پر انتخابی مہم چلائی۔ اس نے پوری حکومت کو ہلا کر رکھ دیا بھٹو حکومت نے انتخابات میں ناقابل یقین حد تک انتخابی دھاندلیاں کیں۔ یوں ردعمل کے

طور پر عظیم عوامی تحریک کا راستہ ہموار ہو گیا مرحوم کی ملک گیر مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے واحد اُمیدوار تھے جنہیں شرمناک دھاندلیوں کے باوجود صوبہ سرحد اور پنجاب کے حلقوں میں بہت ہی بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

عوامی تحریک

۱۹۷۷ء کی عظیم عوامی تحریک میں بھٹو حکومت کے خلاف عوام گلی کوچوں اور میدانوں میں نکل آئے بپھری ہوئی قوم کو ڈسپلن کے تحت لا کر تحریک کو مالی و جانی نقصان کے بغیر کامیابی سے ہمکنار کرنا بے حد مشکل بات نظر آ رہی تھی۔ مفتی محمودؒ ان باتوں سے نپٹنے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے۔ آپ نے عوام کو ڈسپلن کے تحت لانے کے لیے پر امن گرفتاریاں پیش کرنے کا سلسلہ شروع کرایا۔ عوام کو قابو میں لا کر تحریک کو پُر امن طور پر چلانے کا جو سلسلہ مرحوم نے شروع کیا تھا۔ بھٹو نے اس پر امن تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لیے ایف۔ ایس۔ ایف اور پاکستان پیپلز پارٹی کے بدکردار کارکنوں کو استعمال کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ تحریک کو ٹھنڈا کرنے کے لیے مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے بھٹو نے سبھی سفارتی نمائندوں سے مولانا مفتی محمودؒ پر دباؤ ڈلوایا کبھی مرکز اور صوبوں میں وزارتوں کا لالچ دیا۔

لیکن بھٹو کی کوئی چال کامیاب نہ ہو سکی اور بھٹو کو تمام سیاسی اسیروں کو رہا کر کے پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں سے مذاکرات کرنا پڑے۔ مذاکرات کے نتیجہ میں پاکستان قومی اتحاد کے تمام مطالبات مان لیے گئے لیکن پاکستان قومی اتحاد کے چند رہنماؤں کے اصرار پر عوام کے حق میں کامیاب مذاکراتی فیصلوں کو مزید تحفظ دلانے کے مطالبہ پر بھٹو نے اس کی آڑ میں اپنے تسلیم شدہ مذاکراتی فیصلوں کو ایک پریس کانفرنس کے ذریعے سبوتاژ کر دیا جس کے نتیجہ میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور عوام ایک سنہری موقع سے محروم ہو گئے۔

مارشل لاء اور
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

بھٹو نے مذاکراتی فیصلوں کو ختم کرنے کے ساتھ ہی پیپلز پارٹی کے غنڈوں کے ذریعے لاہور کے ایک بڑے بازار کے دکانداروں پر اشتعال انگیز حملے بھی کرائے جس سے ملک بھر میں خون کی ہولی کھیلے جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا لیکن مارشل لاء نے اسے ناکام بنا دیا۔ مارشل لاء حکومت نے انتخابات ملتوی کر دیئے مفتی محمودؒ نے انتخابات کے التوا کی بھرپور مخالفت کی انتخابات کے التواء کے خلاف نوابزادہ نصر اللہ خاں صاحب بھی مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے ہم خیال تھے۔

کچھ عرصہ بعد مارشل لاء حکومت نے حیدر آباد کے سیاسی اسیروں کو رہا کر دیا۔ ان سیاسی اسیروں کو رہائی کے بعد مولانا مفتی محمودؒ اور خان عبدالولی خان صاحب میں بحالی جمہوریت کے سلسلہ میں اختلافات پیدا ہو گئے۔

مفتی صاحب جلد سے جلد عام انتخابات کے انعقاد پر زور دے رہے تھے۔ لیکن عبدالولی خان صاحب اس معاملہ میں مولانا مفتی محمودؒ سے متفق نہیں تھے وہ چاہتے تھے کہ انتخابات سے پہلے احتساب ضروری ہے۔ اس طرح مارشل لاء حکومت کی پوزیشن پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گئی۔ اسی دوران سابق شہنشاہ ایران سے مذاکرات کے بعد اصغر خان صاحب نے اپنی پارٹی تحریک استقلال کو پاکستان قومی اتحاد سے علیحدہ کر لیا۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد جماعتی انتخابات کی آڑ میں شاہ احمد نورانی کی جمعیتہ علماء پاکستان کی علیحدگی پر اخبارات میں تبصرے ہو رہے تھے۔ کہ حکومت میں پاکستان قومی اتحاد کی شمولیت میں آڑے کر نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی نے بھی مبینہ طور پر قومی اتحاد سے علیحدگی اختیار کر لی حالانکہ حکومت کی طرف سے جن شرائط کے منظور کئے جانے کے بعد پاکستان قومی اتحاد نے حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا تھا ان تمام شرائط سے این۔ ڈی۔ پی خود بھی متفق تھی۔ اور اگر مرحوم مولانا مفتی محمودؒ کے کہنے کے مطابق ملک میں سیاسی عمل جاری رہتا تو پھر عوام کے غیض و غضب کے خوف سے اتحاد کے خلاف کسی کو بھی ایسی جراءت نہ ہوتی۔ چنانچہ قومی اتحاد کے کمزور ہونے کے بعد مارشل لاء حکومت کی پوزیشن مضبوط تر ہو گئی۔

اس کے باوجود مرحوم نے بحالی جمہوریت کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ اور آخر دم تک جمہوریت کی بحالی کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔

اس ضمن میں وہ ابھی سیاسی جماعتوں میں باہم اتحاد کے لیے مذاکرات کر ہی رہے تھے کہ پیغام اجل آن پہنچا اور یہ مرد قلندر میدانِ سیاست کا ہیرو! عظیم مدرس دفت کا درویش اور مفکر اعظم جہان فانی سے کوچ کر گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

نیک بختی

حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کی نیک بختی کی علامت ہے کہ اسے نیک پڑوسی، اچھی سواری اور کشادہ گھر میسر ہو۔ (مسند احمد)

میاں محمد ذوالفقار علی ، لاہور

اسلامی ریاست کا سالانہ بجٹ

اسلامی ریاست میں سالانہ تخمینہ کی تیاری کا اہتمام کرنا منتخب اسمبلی کا فریضہ ہے ۔ صدر مملکت یا امیر ملت سالانہ بجٹ سازی ارکان اسمبلی یا ارکان شوریٰ کے مشورہ سے سرانجام دے گا ۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے " ان صحابہ رضؓ " سے معاملات میں مشورہ کرو ۔

حضرت سلمان رضؓ فرماتے ہیں ۔

" خلیفہ وہی ہے جو کتاب اللہ (قرآن) کے مطابق فیصلہ کرے اور رعیت پر اس طرح شفقت کرے جس طرح ایک شخص اپنے اہل و عیال پر شفقت کرتا ہے "

(الاسلام والحضارۃ العربیہ جلد ۲ ص ۱۳۱)

قومی اسمبلی یا حقیقی اسلامی اور شرعی مجلس شوریٰ کے افراد اُن دانشوروں کی جماعت ہوگی جو اکابر اہل الرائے اور چوٹی کے معیاری علمائے دین پر مشتمل ہو گی ۔ اسلامی مجلس شوریٰ کے افراد قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مشورے دیں گے ۔ اور بجٹ سازی کا فریضہ عین احکام الٰہی اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ اسلامی کے عین مطابق ادا کریں گے ۔ جہاں بوسیدہ نظام حکومت قائم ہو وہاں غیر اسلامی اصولوں پر بجٹ سازی کی جاتی ہے اور نام نہاد مجلس شوریٰ جو خوشامدیوں پر مشتمل ہوتی ہے ایسے بجٹ کی تائید کرتی ہے ۔ اور جیسا کہ ہو بھی رہا ہے نا اہل لوگ شوریٰ کے رکن بن کر شوریٰ کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں ۔

موجودہ حکومت نے " شوریٰ " ایسے مقدس ادارے کو ناپسندیدہ اور نامزد افراد سے پُر کر کے اسلامی نظام حکومت کی اس بنیاد کو بالواسطہ بدنام کرنے کی مہم چلائی ہوئی ہے ۔

اسلامی حکومت کے مالی امور میں محاصل اور مصارف کا معاملہ امیر ملت اور مجلس شوریٰ سے وابستہ ہوتا ہے ۔ اسلامی ریاست میں بجٹ سازی کرتے وقت احکام الٰہی اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھا جاتا ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تقریباً پندرہویں ہجری میں ایک مستقل خزانے کی ضرورت محسوس کی اور مجلس شوریٰ کی منظوری کے بعد مدینہ منورہ میں ایک بہت بڑا خزانہ قائم کیا ۔ دار الخلافہ کے علاوہ اضلاع وار اور صوبے وار اس کی شاخیں قائم کی گئیں ہر جگہ اس محکمے کے جداگانہ افسر خزانہ مقرر ہوئے ۔ صوبوں اور اضلاع کے بیت المال میں مختلف آمدنیوں کی رقوم جمع ہوتی تھیں وہ وہاں کے سالانہ مصارف کے اختتام کے بعد صدر خزانہ یعنی مدینہ منورہ کے بیت المال میں داخل کر دی جاتی تھیں

پس اسلامی ریاست میں سرکاری خزانے کی صوبے وار ، ضلع وار اور تحصیل وار شاخیں قائم ہوتی ہیں ۔ ان سے مقامی ضروریات کی کفالت مرکز کی طرف سے شرعی احکام کے مطابق سرانجام پاتی ہیں ۔ اسلامی ریاست میں بیت المال ان تمام آمدنیوں کا حامل ہوتا ہے جو اسلامی احکام کے مطابق سرکاری خزانے میں داخل ہوتی ہیں ۔ بیت المال کی آمدنی اور مصارف کے اصولوں کی حد دین اسلام نے معین کر دی ہیں ۔ سرکاری خزانے / بیت المال کی آمدنی شرعی واجبات عشر ، زکوٰۃ ، خیرات ، جزیہ ، صدقات ، وقف ، خراج ، فی ، خمس ، کراء الارض ، اموال فاضلہ کی آمدنیوں سے وصول ہوتی ہیں ۔

زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں پر ایک اہم فریضہ ہے ۔ زکوٰۃ وہ اسلامی انکم ٹیکس ہے جو ارباب دولت سے وصول کر کے محتاجوں پر تقسیم کی جاتی ہے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضؓ کو یمن کا والی بنا کر ارکان اسلام کی وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ۔

" زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ (ان کے مالداروں سے وصول کی جائے اور محتاجوں پر تقسیم کی جاوے "

زکوٰۃ ضروریات زندگی کے علاوہ سال بھر کے بچے ہوئے مال یا رقم پر شرعی تناسب سے نکالی جاتی ہے ۔ یہ نقدی کا چالیسواں

حصہ صاحب حیثیت سے لی جاتی ہے۔ زکوٰۃ وصول کرنے کا حق صرف اسلامی شرعی حکومت کو ہے۔ غیر اسلامی حکومت کو زکوٰۃ حاصل کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اس میں ردو بدل کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ قرآن کریم کے بتائے ہوئے مصارف پر خرچ کی جاتی ہے۔ ان مصارف کی ایک مد غریب قرضہ داروں کے قرضے کی ادائیگی ہے۔ ایسا نیک طینت غریب۔ عیالدار جس کی روزی اتنی قلیل ہو کہ وہ مجبوری کے تحت اپنے اور اپنی بیوی بچوں کی جائز ضروریات پورا کرنے کے لیے کسی سے قرضہ حاصل کرے اور کم آمدنی تنگ دستی اور ناداری کی وجہ سے قرضہ کی رقم ادا نہ کر سکے تو اس صورت میں زکوٰۃ کے مال سے اس نادار غریب کا قرضہ ادا کرنا مصارف زکوٰۃ میں شامل ہے۔

جزیہ

یہ وہ اسلامی ٹیکس ہے جو غیر مسلموں پر اسلامی حکومت کی طرف سے عائد کیا جاتا ہے۔

عُشر

اس حصہ مقررہ کا نام ہے جو زکوٰۃ کی طرح زمین کی پیداوار پر واجب ہے۔ اگر عشری زمین ندی۔ تالاب یا دریا سے سیراب شدہ ہے یا بارانی ہے یعنی بارش کے ذریعے پیداوار ہوتی ہے تو زمین کی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جاوے گا۔ اگر چاہی یا نہری ہے یعنی نہروں کے پانی پر ٹیکس ادا کر کے پانی دیا جاتا ہے یا ٹیوب ویلوں پر محصول ادا کر کے آبپاشی کی جاتی ہے تو اس زمین کی پیداوار کا بیسواں حصہ لیا جاتا ہے۔ عشر کے وجوب میں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وتم ادا کرو (پیداوار)

"زمین کا حق اس کے کٹ جانے کے وقت"

حدیث شریف میں اس کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جس زمین کی آبپاشی بارش چشموں یا ندیوں کے ذریعے ہو اس کی پیداوار کا دسواں حصہ لیا جاوے گا۔ جس کی پانی کھینچ کر یعنی کنویں کھود کر آبپاشی کی گئی ہو اس سے بیسواں حصہ لیا جاوے گا۔

(بخاری باب الزکوٰۃ)

عشری زمین سے پیداوار کا دسواں حصہ اور بیسواں حصہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرح از روئے شریعت ایک مقرر شدہ فرض ہے۔ اس میں گھٹانے یا بڑھانے یا کسی قسم کا ترمیم یا ردوبدل کرنا احکام الٰہی اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی ہے۔ عشر سال کی مختلف فصلوں میں ہر پیداوار کی حالت میں کسی صورت میں بھی معاف نہیں۔ عشر اسلامی ریاست قانون زکوٰۃ کا ایک جز ہے۔ یہ شرعی ٹیکس ان تمام مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے جو مالکان زرعی اراضی ہوں۔ یا کاشت کار مزارعین ہوں۔ مالکان اور مزارعین میں کوئی امتیاز نہیں بر حلہ بلا امتیاز دونوں پر واجب ہوگا۔ اس کو عائد کرنے میں زرعی اراضی کی کوئی حد مقرر نہیں صرف ان افراد کی معافی ہوگی جو اسلام کے عقیدے کو پسند نہیں کرتے یعنی غیر مسلموں پر عائد نہیں ہوتا۔ عشر اور زکوٰۃ شریعت کی حدود کے مطابق عائد ہوتی ہیں۔ اگر کوئی مغربی تعلیم یافتہ اور مغربی اقتصادی علوم کا ماہر بیورو کریسی کا فرد اپنی سوچ کے تحت اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کی ہوئی حدود توڑے گا یا ان میں ردوبدل کرے گا اور اسلام کے اقتصادی نظام کو نظر انداز کر کے کوئی فاسد غیر اسلامی نظام کو بروئے کار لائے گا اور اس کی روشنی میں بجٹ سازی کرے گا وہ خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کرنے کا مرتکب ہوگا۔ اسلام نے اپنے اقتصادی نظام میں ایسے اصول اور قوانین بیان کر دیئے ہیں جو ہر دور میں واجب العمل اور قابل قبول ہیں جن کی تشریح اور عملی شکل دور نبوت اور خلافت راشدہ نے پیش کر دی ہے جو ہر شخص کی رفاہیت اور خوشحالی کی ضمانت ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام ان اصولوں پر مبنی ہے جس کا داعی قرآن مجید ہے۔ اگر کوئی شخص علمائے دین کے مشورے کے بغیر اسلامی خطہ زمین پر جہاں مسلمان آباد ہوں ایسی تخمینہ سازی بروئے کار لائے گا جو اسلام کے منافی ہو اور جو غرباء کے حق معیشت میں دخل انداز ہو اور سرمایہ دار کے سرمایہ کو وسعت دے۔ خدا کی گرفت سے نہیں بچے گا۔

عشور

یہ ٹیکس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عائد ہوا یہ محصول مسلمانوں کے مال تجارت میں سے چالیسواں حصہ وصول کیا جاتا ہے۔ اندرون سال وہ کتنی ہی مرتبہ آمد و رفت کا سلسلہ کیوں نہ جاری رکھیں۔ ایسے تمام رائج الوقت بھاری ٹیکس و محصولات جو اندرون ملک شہروں میں وصول کیے جاتے ہیں اسلام میں ان کی کوئی جگہ نہیں۔ محصولات کے بارے میں اسلام نے کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا۔ جس سے عوام کو نقصان پہنچے۔ اسلام نے درآمد اور برآمد پر اس قسم کی پابندیاں عائد نہیں کیں جو آج کل رائج ہیں۔ اسلام کا تقاضا یہی ہے کہ برآمد اور اندرون شہر مال تجارت یا دیگر مال کے لانے اور لے جانے کو سوائے عشور کے تمام ٹیکسوں اور

محاصل سے معارف رکھا جائے۔ شرعی تخمینہ تیار کرتے وقت وہ وصولی جو ایسے ٹیکس اور محصولات کے ذریعے کی جاتی ہے اسلام پسند نہیں کرتا۔ صرف عشر کی وصولی سے کثیر رقم سرکاری خزانے میں وصول ہو سکتی ہے۔ سرمایہ دار ٹھیکیدار کو بلدیاتی چنگیوں کا کروڑوں روپے مالیت کا سالانہ ٹھیکہ دینا معاشرے میں فساد پیدا کرنا ہے۔

جبر و ٹیب

دفاع پر اخراجات۔ قحط سالی۔ رفاہ عام عوام کی بے روزگاری دور کرنے کے سبب یہ شرعی ٹیکس اغنیاء اور اہل ثروت پر عائد کیا جاتا ہے۔ اگر بیت المال کی آمدنی اسلامی ریاست کی ضروریات کے لیے کافی نہ ہو تو ہنگامی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے عدل و انصاف کے ساتھ اہل دولت سے مال وصول کیا جاتا ہے۔

غربا کی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ جہاد اور دوسری ضروریات کے لیے بھی خصوصی ٹیکس عائد ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یرموک میں اس قسم کی اعانت کی ترغیب دی تھی جس پر پرجوش طریقے سے لبیک کہا گیا اگر جنگ کی تیاری کے واسطے اخراجات کی ضرورت پیدا ہو جائے یا ملک میں اشیائے ضرورت اور اشیائے خوردنی کی قلت پیدا ہو جائے تو غربا اور کم آمدنی والے افراد کی معاشی تنگی کو پورا کرنے کے لیے سرمایہ داروں پر مزید ٹیکس عائد کیے جا سکتے ہیں۔ ملازمین کی تنخواہیں بڑھا کر مہنگائی اور گرانی پیدا کر کے ملک کی اقتصادیات تباہ کرنا غریب عوام بہت بڑا ظلم ہے۔ زمانہ حال کی طرح دفاع کے اخراجات پورے کرنے کے لیے جو غیر اسلامی ٹیکسوں کے نفاذ میں غربا کو شامل کیا جاتا ہے اسلامی رو سے ناجائز ہے۔

مشہور محدث ابن حزم ظاہری نے اس سلسلہ میں محلّی میں یہ روایت نقل کی ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص کے پاس قوت و طاقت کے سامان اپنی حاجت سے زائد ہوں اس کو چاہیے کہ فاضل سامان کمزور کو دے دے اور جس شخص کے پاس سامان خورد و نوش حاجت سے زائد ہوں اس کو چاہیے کہ فاضل سامان سے نادار اور حاجت مند کو دیدے۔

محلّی

(جلد ۶ ص ۱۵۸/۱۵۷)

اگر کوئی شخص بھوکا ننگا یا ضرورت رہائش یا علاج سے محروم ہے تو مالدار کے فالتو مال سے اس کی کفالت کرنا فرض ہے۔

محلّی

(جلد ۶ ص ۱۵۸)

آئمہ اسلام کا بھی یہی مسلک ہے۔ ان تمام نصوص قرآن کریم اور احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بجٹ کی تیاری میں اہل ثروت کا مال لے کر غربا، مساکین ناداروں اور تنگ دستوں کو دیا جاوے۔

"جریرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک قوم پیش کی گئی جو ننگے پیر اور ننگے بدن تھے اور چیتے کے کھال کی طرح کا صوف یا عبا پہنے ہوئے تھے۔ تلواریں حمائل تھیں ان میں زیادہ تر قبیلہ مضر کے لوگ تھے اور ان کے چہروں سے فاقہ کی حالت ظاہر تھی۔ یہ دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا حجرہ مبارک میں داخل ہوئے اور پھر باہر تشریف لا کر صحابہ کرامؓ کے سامنے سورۂ نسا اور سورۂ حشر کی آیات پڑھ کر سنائیں جن کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو کہ وہ امیر کبیر ہوں یا فقیر و صغیر "ایک انسان آدم سے پیدا کیا ہے اس لیے سب بنی آدمؑ ہیں اور یہ کہ انسان کو خدا سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کل قیامت کے دن خدا کے سامنے کیا لے جا رہا ہے۔

(مسلم کتاب الزکاۃ ص ۳۲۷)

بجٹ تیار کرنے والے کسی سرمایہ دار کو غریب پہ ظلم نہ کرنے دیں۔ لوگ بے چینی کی بجائے اطمینان کی زندگی بسر کریں معیشت میں فارغ البالی ہو۔ ایسے واقعات وقوع پذیر نہ ہوں کہ روٹی کپڑے رہائش اور علاج کی گرانی ہو جائے۔ ایسا بجٹ جس کا معیار فاسد ہو، غربا کو غربت سے دوچار کر دے اور فاقہ کا وجود قائم کرے غریب عوام کی کمائی سرمایہ دار کو منتقل ہو جائے۔ دولت سرمایہ دار طبقہ بڑے بڑے تاجروں صنعت کاروں کے اندر سمٹ کر رہ جائے اور سرمایہ دار طبقہ معیشت پہ قابض و مسلط ہو جائے۔ ایسا بجٹ جو امت مسلمہ کو مفلوک الحال بنا دے غرباء کی غربت میں اضافہ کا باعث بنے۔ مہنگائی کے دروازے کھل جائیں۔ ملک میں ہولناک گرانی پھیل جائے

مولانا ابوالکلام آزاد کے

ہفت روزہ

الہلال

کی تقریب رونمائی

دنیائے رنگ و بو میں ایسے حضرات بہت ہی کم ملیں گے جو ہمہ گیر شخصیت کے مالک ہوں اور جن میں کئی شخصیات پوشیدہ ہوں۔ انہی میں سے ایک حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جو علم و فن خطابت و تنظیم سازی اور ملی فکر میں ہی یگانہ روزگار نہ تھے بلکہ وہ صحافت کے کالر کا تمغہ کسی بھول تھے۔ جن کی مہک سے آج بھی داعیان صحافت معطر دکھائی دیتے ہیں بلکہ انہوں نے قلم اٹھانا ہی حضرت آزاد مرحوم سے سیکھا ہے۔ گزشتہ دنوں حافظ عبدالرشید ارشد نے فلیٹیز ہوٹل لاہور کے ہال میں الہلال اکیڈمی کے تحت حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے ہفتہ وار مجلہ "الہلال" کے پہلے حصہ کی تقریب رونمائی کا اہتمام کیا جس کے مہمان خصوصی وزیر دفاع جناب علی احمد خان تالپور تھے تقریب کی صدارت ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد اسحاق خان رکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات نے سرانجام دیئے، تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا، جن کے بعد ابرار احمد نے شورش مرحوم کی نعت

> وہ شخص جو شاہ کونین پہ فدا ہی نہیں
> حیات و موت کی لذت کی آشنا ہی نہیں

پڑھ کر دلوں کو گرمایا، ان کی اسی سحر انگیز نعت کے بعد سٹیج سیکرٹری سالک ربانی نے تحت اللفظ میں اپنی نظم سنائی ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

> وہ ایک شخص جسے ابوالکلام کہتے تھے
> وہ جس کے نام سے انگریز سہمے رہتے تھے

سالک ربانی کے بعد فیصل آباد کے ہر دلعزیز عالم دین جناب مجاہد الحسینی نے "استقلال پاکستان اور مولانا آزاد" کے موضوع پر فکر انگیز مقالہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا آزاد فوق العادت اور جینیئس ضرور تھے لیکن وہ معصوم نہ تھے وہ خود بھی معصومیت کے قائل نہ تھے، وہ اصول پرست تھے اور ان کے نزدیک اختلاف رائے کبھی بغض و عناد کی شکل اختیار نہ کر پاتا تھا بلکہ اختلاف رائے حقیقی تعارف کا ذریعہ ثابت ہوتا تھا۔ وہ تقسیم سے قبل کانگریس کے صدر تھے لیکن اختلاف کے دائرہ کا دامن عناد اور دشمنی سے محفوظ رکھا، انہوں نے کبھی بھی محمد علی جناح کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال نہ کیے۔ اور نہ ہی پاکستان کی بقاء و استحکام کے خلاف کبھی کچھ کہا، مولانا آزاد کی کے بعد ۱۹ جولائی کو تہران سے دہلی جاتے ہوئے کراچی رکے وہ ہندوستان کے اس وقت وزیر تعلیم تھے انہوں نے حکومت سے صرف محمد علی جناح کے مزار پر فاتحہ پڑھنے کی اجازت مانگی۔ فاتحہ پڑھی اور چلے گئے، جس کی تفصیل اس وقت کے اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔

جناب مجاہد الحسینی نے کہا کہ مولانا آزاد نے اپنے مخالف کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر وسیع النظری کا ثبوت دیا لیکن تنگ نظر حضرات نے ان کی اس وسیع النظری کے باوجود ان کے خلاف اپنی مہم سب و شتم جاری رکھی۔ انہوں نے مقالہ میں مولانا آزاد کی طرف سے مستری محمد حسین کے نام لکھے گئے خطوط کا حوالہ دیا ان خطوط میں حضرت آزاد نے پاکستانی قوم کو پاکستان کے استحکام اور بقاء کے لیے حسب استعداد جو کر سکتے ہیں کرنے کی تلقین کی ہے اور ملک کی خدمت کرنے پر زور دیا ہے۔ اسی قسم کے خیالات کا اظہار شورش مرحوم اور مولانا غلام رسول مہر سے حضرت آزاد نے ملاقات کے موقع پر بھی کیا تھا۔

مولانا مجاہد الحسینی سے اس مقالہ کے بعد ہفت روزہ خدام الدین کے ایڈیٹر مولانا سعید الرحمٰن علوی نے "الہلال اور عالم اسلام" کے موضوع پر اپنا مقالہ نذر سامعین کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ابوالکلام آزاد آزادی کے عظیم ہیرو اور ایک پہلودار شخصیت تھے ان کا اوڑھنا بچھونا اسلام تھا وہ پریشان حال مسلمانوں کے لیے دل سے تڑپتے تھے۔

وہ پان اسلام ازم کے بہت بڑے داعی تھے اگر وہ برصغیر سے نکل کر اپنا کام کرتے تو آج وہ پان اسلام ازم کے سب سے بڑے رہنما ہوتے ان کے نزدیک اُمت کی پستی کی بنیادی وجہ اُمت کی قرآن سے دوری ہے وہ انگریزی استعمار کے سخت مخالفین میں سے تھے انہوں نے عالم اسلام کو انگریز کی شاطرانہ چالوں سے باخبر رہنے اور مسلمانوں کی علمی سطح پر زبوں حالی پر متنبہ کیا۔ الہلال کا بھی یہی پیغام ہے۔

ان کے بعد حافظ عبدالرشید ارشد ڈائریکٹر الہلال اکیڈمی لاہور نے الہلال کی اس اشاعت کے سلسلہ میں مولانا آزاد کے ایک نوے سالہ مداح ڈاکٹر شبیر بہادر جی کا شکریہ ادا کیا اور تعاون کرنے پر انہیں تحسین پیش کیا۔ اس موقع پر انہوں نے وفاقی وزیر دفاع کو الہلال کا مکمل سیٹ پیش کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر مسکین حجازی صدر شعبہ صحافت جامعہ پنجاب نے "الہلال کا نظریہ صحافت" پر کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا ان کے نزدیک صحافت ایک مقدس مشن کی تکمیل کا ذریعہ ہے انہوں نے کہا کہ الہلال کی اشاعت کا مقصد مسلمانوں کو عمل وجہاد کی ترغیب دینا تھا۔ کیونکہ وہ دور مسلمانوں کے زوال اور انحطاط کا دور تھا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا آزاد کا اسلوب اچھوتا اور انوکھا تھا وہ صاحب طرز ادیب اور شاعر تھے اور ان کے جذبہ صادق سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے ان کے ہاں صحافت تلاش سود و زیاں نہیں بلکہ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے سب کچھ قربان کرنے کا ذریعہ تھا۔ اگر وہ صرف صحافت میں آتے تو الہلال کی زندگی پوری دنیا کی صحافت اور ادب کی ایک لازوال اور شاندار تاریخ ہوتی۔

ڈاکٹر حجازی کے بعد پیر طریقت شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم نے الہلال کی قرآنی دعوت کے عنوان سے لکھے ہوئے اپنے مقالہ میں سے وقت کی کمی کی وجہ سے اقتباسات پیش کیے۔

انہوں نے فرمایا کہ مولانا آزاد نے لکھنے کا لب و لہجہ قرآن سے لیا۔ قرآن کو سرچشمہ بنالیا۔ مسلمانوں کو قرآن کی طرف متوجہ کیا۔ اسوۂ رسالت مآب کو اپنانے کی کوشش کی۔ انہوں نے کہا مولانا آزاد نے سیاسی زندگی کے زبردست ہنگاموں میں بھی ان مقاصد کو نہیں بھلایا اور آخری دم تک ان مقاصد کے حصول کے لیے سرگرداں رہے۔ ان کے نزدیک دین اور سیاست میں کسی طرح کی بھی تفریق نہ تھی اور مولانا نے مسلسل تبلیغ کے ذریعے مسلمانوں کو قرآن حکیم کی دعوت صالح کی طرف مائل کیا۔

وفاقی وزیر دفاع میر علی احمد تالپور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا آزاد کی زندگی کے دو مشن تھے۔

۱۔ جس ملک میں رہتے تھے اس ملک میں رہنے والوں اور اسلام کے ماننے والوں پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان کی ادائیگی۔

۲۔ دین کے ان پر کیا فرائض ہیں ان کی ادائیگی کس طرح ہو؟

مولانا آزاد جہاں بھی رہے آزادی کے لیے جدوجہد کرتے رہے، انہوں نے دین کی طرف بلایا، وزیر دفاع نے کہا کہ میں یہ بات کہنے میں مداہنت محسوس نہیں کرتا کہ مولانا کا عمل آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے وہ ایک عظیم انسان تھے۔ وزیر دفاع نے اپنی تقریر میں اپنی کانگریس سے وابستگی اور مولانا آزاد سے اپنی ملاقاتوں کا ذکر کیا۔

صدر محفل حضرت مولانا محمد اسحاق خان رکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات نے مختصر خطاب کے بعد دعائے خیر کروائی۔ بعد نماز مغرب خورد و نوش کی محفل کے بعد یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

بقیہ بجٹ

اور خانہ مستی کا وجود قائم کرے، ایسا بجٹ جو غریبا اور کم آمدنی والے افراد پر مظالم کے دروازے کھولے سراسر غیر شرعی بجٹ ہوتا ہے۔

ملک کی آمدنی کی رقوم جو غیر شرعی ٹیکسوں کے نفاذ سے وصول ہوتی ہے ان سے انتظامیہ کے ناجائز اور غیر ضروری اخراجات پورے ہوتے ہیں اور اس مجموعی آمدنی کا کچھ حصہ بدعنوانیوں میں خرد برد ہو جاتا ہے۔ لوگ شاہی کو کوٹھیاں، عالی شان عمارتیں، گراں قیمت کاریں اسی خرد برد کرتے ہوئے مال سے حاصل ہوتی ہیں۔

اگر ایک اسلامی ریاست میں بجٹ کی تیاری کے فرائض غیر اسلامی ذہن رکھنے والے کسی نوکر شاہی کے فرد کو سونپ دی جائیں گی تو وہ ملک کی معیشت کو تباہ و برباد کردے گا اور افراد ملت کو حق معیشت سے محروم کردے گا۔

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں
(ادارہ)

حدیث پاک

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ میرے واسطے ساری زمین مسجد اور پاک قرار دی گئی ہے جہاں کہیں میری اُمت کے کسی آدمی کو نماز کا وقت آجائے وہیں پڑھ لے۔

نسائی

زاہد بلند شہری

تعارف و تبصرہ

موت کی باتیں

تالیف: مولانا احترام الحق کاندھلوی
قیمت: ۴۴ روپے
ناشر: عمران اکیڈمی۔ ۴۴ اردو بازار لاہور۲

انسان کی اصل زندگی مابعد الموت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "موت مومن کے لیے اللہ کی جانب سے ایک تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔
(مشکوٰۃ)

اس تحفہ کے حصول کے لیے اس کی قبل از وقت تیاری ضروری ہے اور اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے موت کو ہر وقت یاد رکھا جائے تاکہ گناہوں اور خدا کی نافرمانیوں سے حتی الامکان بچتا رہے۔

مولانا احترام الحسن تھانوی نے اپنی اس تالیف میں موت کے ضمن میں تفصیل سے بیان کیا ہے موت کی آمد کے "نقارے" بیماری کے عنوان کے تحت طویل مضمون باندھا ہے۔ باقی عنوانات مثلاً موت کی قربت۔ مابعد الموت کی کیفیت۔ نماز جنازہ غسل جنازہ اور عذاب قبر حدیث و قرآن کی روشنی میں دو ابواب بڑی عمدگی اور اعلیٰ پیرائے میں سموئے ہیں۔ در اصل سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے کتاب کے ابتدا میں حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب سابق شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی نور اللہ مرقدہ کی ۱۹۷۰ء کی تحریر کردہ تقریظ بھی شامل ہے۔

چونسٹھ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی کتابت و طباعت مناسب ہے ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ بیماری موت اور مابعد الموت کے بارے میں آگہی حاصل کر کے آخرت کے سفر کے لیے زاد راہ اختیار کر سکے۔

اوج ثریا

مصنف: مولانا محمد یوسف قریشی
قیمت: ۱۵ روپے
ناشر: جامع اشرفیہ علامہ عبدالودود قریشی روڈ پشاور شہر

رمضان المبارک سے ذہن میں جو تصور ابھرتا ہے وہ روزے اور قیام اللیل کا ہے مولانا یوسف قریشی نے اپنی اس کتاب میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں روزے کے احکام، مسائل اور اقسام بیان کی ہیں۔

۲۰۸ صفحات کی یہ کتاب بڑی جامع اور مفصل ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد روزے کے متعلق کسی قسم کا کوئی پہلو تشنہ نہیں رہ جاتا اور یہی اس کی خوبی ہے۔

کتابت اور طباعت توجہ کے طالب ہیں امید ہے دوسرے ایڈیشن میں کتابت و طباعت کا معیار بہتر بنایا جائے گا۔

بقیہ مطالبہ

سے مطالبہ کیا ہے کہ رمضان المبارک کے فوراً بعد مصالحتی کمیٹی کا مکمل اجلاس طلب کر کے ایک فریق کی طرف سے کمیٹی کے فیصلوں کی مسلسل خلاف ورزیوں کا نوٹس لیا جائے اور خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے کہا کہ ہم مصالحتی کمیٹی اور اس کے فیصلوں کو تسلیم کرتے ہیں ہماری طرف سے مصالحتی عمل میں شرکت اور تعاون سے انکار کا کوئی سوال نہیں ہے بات صرف اتنی ہے کہ اب ہم کمیٹی کے فیصلہ کی خلاف ورزی نہ ہونے کی موثر ضمانت چاہتے ہیں مصالحتی کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں ان خلاف ورزیوں کے بارے میں بھی متفقہ فیصلہ ہوا ہم پہلے کی طرح اس فیصلہ کا بھی مکمل احترام کریں گے۔ اور مصالحتی کمیٹی کے فیصلوں کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے مکمل اور بھرپور تعاون کریں گے۔

ضروری اطلاع

دار العلوم مدنیہ ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

کی رسید بک نمبر ۱۔۲۳۸ دفتر سے گم ہو چکی ہے جس میں صرف ۲۳۸۰۱ تا ۲۳۸۱۶ تک رسیدیں کاٹی گئی ہیں باقی رسید بک خالی ہے لہذا کوئی شخص اس رسید بک پر ہرگز چندہ نہ دے اگر کوئی شخص اس کو استعمال کرتا ہوا پکڑا جائے تو مطلع کر دیں۔

منجانب: مہتمم دار العلوم مدنیہ ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

عبدالصمد صارم الازہری

حضرت مولانا عبد السمیع رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبدالسمیع مرحوم دارالعلوم دیوبند کے ان چار اساتذہ سے تھے جو دارالعلوم کے بڑے بڑے اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ مگر وہ اتنے قابل نہ تھے جیسے تین دوسرے اساتذہ یعنی ابراہیم بلیاوی، محمد رسول خاں۔ اور اعزاز علی تھے، یہ خاص دیوبند کے تھے اور مولانا حبیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم کے حاشیہ نشینوں میں سے تھے وہ بڑے بڑے اساتذہ کا ہم پلہ تھے۔ انہیں خاص خاص کتابیں ہی پڑھانے کے لیے دی جاتی تھیں یعنی مسلم العلوم، مختصر المعانی اور مشکوٰۃ شریف وہ یہ تینوں کتابیں بڑی خوبی سے پڑھایا کرتے تھے۔ ایسے کہ ان کے سامنے ہی سبق یاد ہو جاتا تھا اور کور ذہن سے کور ذہن طالب علم کی بھی سمجھ میں آجایا کرتا تھا۔ وہ ہر بات کو کم از کم تین بار سمجھاتے تھے اور جب تک مطمئن نہ ہو جاتے آگے نہ بڑھتے، وہ ہر سال درس گاہ میں سے دو تین سب سے کور ذہن طالب علموں کو منتخب کر لیا کرتے تھے اور جب تک ان میں سے پوری بات نہ اگلوا لیتے، پیچھا نہ چھوڑتے تھے فرمایا کرتے تھے ارے بھائی بالکل جاہل انسان کو بھی میں علم معانی آسانی سے سمجھا سکتا ہوں خواہ کیسا ہی بے وقوف کیوں نہ ہو وہ مختصر المعانی بڑے مزے سے لے کر پڑھایا کرتے تھے، فرمایا کرتے تھے ارے ان شاعروں کا محبوب ان کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا جائے تو یہ ڈر جائیں۔ بال سے باریک کمر، پہاڑ جیسے سرین کالی رات جیسی زلفیں بلا نہ ہوئی تو کیا ہوئی۔ وہ مسلم العلوم جیسی دقیق کتاب کے سبق کو دو ہرا دو ہرا کر دیتے تھے خواہ کوئی کتنا ہی بے وقوف کیوں نہ ہوتا بشرطیکہ غور سے سن رہا ہو۔ غصہ آتا تو سر پیٹ لیتے، خوب ہنستے ہنساتے اور خوب مذاق کرتے ان کے صاحبزادے عبدالاحد درس میں ہوتے تھے مگر پھر بھی وہ عبدالاحد کی ماں کے ذکر سے نہ چونکتے تھے۔ سارے اساتذہ میں وہ جداگانہ طبیعت کے مالک تھے، عبدالاحد فاضل ہو کر مدرس ہو گئے تھے۔ چھوٹا قد۔ مدہرا بدن گنجا سر، آنکھیں باہر کو ابلی پڑتی تھیں، سپید رنگ اور گھنی داڑھی تھی عام لوگوں کی طرح کرتا پاجامہ اور دوپلی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ کندھے پر رومال پڑا رہتا تھا۔ ذہین طالب علم ان کے بار بار سمجھانے سے اکتا جاتے تھے۔ کہیں عرب سے علماء کا کوئی وفد ان کی درس گاہ میں آجاتا تو کتاب کا حاشیہ پڑھنے لگتے تھے انہیں دورۂ حدیث میں کبھی کوئی کتاب پڑھانے کے لیے نہیں دی گئی تھی۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ اگر کسی کو ہوا میں اُڑتے دیکھو تو اسے ولی اللہ نہ سمجھو۔ خواہ کوئی پانی پر چلتا ہوا کیسا ہی صاحب کرامت ہو۔ بزرگوں نے لکھا ہے ولی کی پہچان یہ ہے کہ اسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ یہ بات دارالعلوم کے چھوٹے سے چھوٹے اُستاد میں بھی تھی کہ خواہ وہ پڑھا رہے ہوں یا بیٹھے باتیں کر رہے ہوں، ان کی صحبت میں خدا یاد آتا تھا مگر حضرت مولانا عبدالسمیع مرحوم کو میں نے ہمیشہ یہ دیکھا کہ ان کی زبان ہر وقت اللہ اللہ کرتی رہتی تھی اور اساتذہ بھی گاہے بگاہے استغفر اللہ یا اس قسم کے کلمات کہتے رہتے تھے۔ مگر عبدالسمیع کی زبان ہر وقت ذکر الٰہی سے تر رہتی تھی۔

مولانا عبدالسمیع مرحوم بجنوریوں سے بہت جلتے تھے۔ مگر انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ میں سیوہاروی بھی ہوں اور حفیظ الرحمٰن کا بھائی بھی ہوں۔

دارالعلوم میں بجنور کے قصبات و دیہات والے اپنے نام کے ساتھ بجنور کی شہرت کی وجہ سے بجنوری ہی لکھا کرتے تھے لہٰذا میں نے بھی بجنوری لکھا دیا تھا۔

مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی مہتمم دارالعلوم بڑے سیاسی آدمی تھے، مشہور تھا کہ کیسا ہی بڑے سے بڑا دشمن ہوں وہ اسے اپنا دوست بنا لیتے ہیں بس ان کی چائے کی ایک پیالی پی لے اور دوست بنا۔ ان کی چائے مشہور تھی، بڑی مزیدار ہوتی تھی مشک کی چائے کہنا فرمایا کرتے تھے بھائی چائے سے چاہ بڑھتی ہے۔ جب کوئی طالب علم یہ کہتا کہ حضرت یہ میرا گہرا دوست ہے تو دریافت فرماتے کبھی تم دونوں میں لڑائی ہوئی ہے یا نہیں؟ وہ فرماتا حضرت ہم کبھی بھی نہیں لڑے تو فرماتے پھر تم میں گہری دوستی نہیں ہے۔ اگر کبھی لڑائی نہیں ہوئی تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ تم میں بے تکلفی نہیں ہے اور سچی دوستی نہیں ہے۔ دارالعلوم کے آس پاس کٹر بریلویوں کی زمینیں تھیں جو کسی قیمت پر مدرسے کو دینا نہ چاہتے تھے مگر قاری حبیب الرحمان نے انہیں چائے کی ایک پیالی پلا کر موم کر لیا اور ان کے مکانات اور زمینیں خرید لیں، حبیب الرحمٰن نے قاری محمد طیب صاحب کو نوجوانی سے اپنے ساتھ اور اہتمام کی ایسی تربیت دی کہ بایدو شاید حضرت قاری طیب صاحب نے جس خوبی سے مدرسہ کو چلایا اس میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

ایک دفعہ مولانا حبیب الرحمان خان شیروانی علیگڑھ سے دیوبند تشریف لائے اور انہوں

نے دار الحدیث میں درس نظامیہ کے خلاف بڑی سخت تقریر کی کہ یہ نصاب تعلیم بے کار ہے، تم لوگ تفسیر میں صرف جلالین اور بیضاوی پڑھاتے ہو اور منطق کی چودہ کتابیں پڑھاتے ہو جن میں سوائے قال اقوال سے کچھ نہیں ہے، تمہارے مدارس کے پیچھے جو یہ تالاب ہے ان کتابوں کو اس میں بہادو۔ ان کی تقریر کے بعد قاری طیب نے اس خوبی سے ان کی تردید کی کہ انہیں ناگواری اور شرمندگی بھی نہ ہو۔ اور اپنی بات بھی بالا رہے۔ قاری صاحب نے فرمایا یہ صحیح ہے کہ ہم تفسیر میں صرف دو کتابیں پڑھاتے ہیں کہ طالب علم کو بحث کرنی آجائے۔ دقیق معانی کو سمجھنے کی قابلیت پیدا ہو جائے اور اس کی ذہانت میں وسعت آجائے، یہ کتابیں دراصل قرآن و حدیث و فقہ کی خادم ہیں جو سہارا مقصود ہیں، خود یہ مقصود نہیں ہیں، پھر یہ کہ ہم دو کتابوں کے پڑھنے پر کسی کو مجبور نہیں کرتے دورۂ حدیث کے لیے تو صرف مسلم العلوم تک منطق پڑھ لینا کافی ہے۔ فاضل دیوبند ہونے کے لیے ان چودہ کتابوں کا پڑھنا ضروری نہیں۔ پھر انہوں نے درس نظامی کے جو فضائل بیان کیے تو نواب صاحب کی تقریر کے سننے کے بعد جو مایوسی چھا گئی تھی۔ یکسر دور ہو گئی۔

نواب صاحب کی تقریر سے پہلے حضرت مولانا عبد السمیع مرحوم نے ان کی تعریف میں ایک قصیدہ بزبان اردو پڑھا جس میں علم معانی کی ساری اصطلاحات کو بڑی خوبی سے نبایا گیا تھا ہمیں اس دن پتہ چلا کہ ہمارے استاد محترم نہ صرف عربی کے مدرس اور عالم ہیں بلکہ اردو کے بڑے قادر سخن استاد اور ادیب بھی ہیں۔ ہم تو انہیں صرف ایک مدرس سمجھتے تھے، سبحان اللہ دیوبند میں کیسے کیسے باکمال صرف ۷۵ روپے ماہوار پہ کس جاں فشانی سے علم کی خدمت کرتے تھے۔

فرمانے لگے ایک دفعہ صرف رمضان کی تعطیل میں دار العلوم کے لیے چندہ کرنے کے لیے حیدر آباد دکن گیا۔ وہاں کے سٹیشن سے صرف بھوپال تک ایک مسافر میری بڑی خدمت کرتا چلا آیا، موسم سرما تھا اور رقم میری مرزئی کی جیب کے اندر تھی جو میں نے کرتے کے اندر پہن رکھی تھی۔ معلوم نہیں وہ ساری رقم کیسے نکال کر لے گیا۔ میں بڑا پریشان ہوا کہ میں غریب آدمی مدرسے کی رقم کا تاوان کیسے ادا کروں گا۔ میں بھوپال میں اتر گیا اور پولیس میں رپورٹ کی تو پولیس نے میری ساری رقم اس جیب تراش سے واپس دلوادی۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے بدنامی سے بچایا۔ دار العلوم کے سارے بڑے بڑے اساتذہ سالانہ چھٹیوں میں مدرسے کے لیے اتنا چندہ فراہم نہ کیا کرتے تھے۔ غرض دل وجان سے مدرسے کی خدمت کرتے اور تنگ دستی کی زندگی گزارتے۔

بقیہ ملاقات

سائنس کی بعض تحقیقات ابھی حال کی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا قول یخلقکم فی بطون امہاتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمات ثلاث۔

اس میں "ظلمات ثلاث" سے مراد وہ تین پردے ہیں۔ جن سے بچے کی حفاظت ہوتی ہے۔ علمی حیثیت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے اور سائنس میں اس کی مشہور معروف نام بھی ہیں۔

حقیقت انسان کی ایک فلم

س: اب آپ کی سرگرمیاں کیا ہیں؟

ج: اس وقت ہم سائنس، قرآن اور حقیقت انسان پر ایک فلم تیار کر رہے ہیں دراصل ملیشیا سے میرے تعلقات بہت گہرے ہیں وہاں دعوت اسلامیہ کی صوبائی مجلس نے قرآن پر ایک فلم تیار کر رہے ہیں۔ اور فلم ساز کمپنی کے ڈائرکٹر فلم کی پلاننگ کے لیے پیرس آئے، یہ مختلف لوگوں والی ہے فلم ۵۵ منٹ کی ہے اس میں سے ۴۵ منٹ میں حقیقت انسان، سائنس اور قرآن کے متعلق میں کچھ باتیں پیش کرتا ہوں۔ بقیہ دس منٹ میں قرآن اور اس کے متعلقات کی تاریخ بیان کی جاتی ہے۔ اس فلم میں قرآنی آیات لکھی ہوئی نظر آئیں گی اس طرح یہ فلم بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ چنانچہ اس کے لیے ۶ لاکھ ڈالر کی خطیر رقم فراہم کی گئی ہے۔

اس فلم کو تیار کرنے کا کام فروری سے شروع ہو چکا ہے۔ ابتداء میں پانچ زبانیں رہیں گی۔ آخر تک دس زبانوں میں کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس فلم کی سب سے پہلی زبان انگریزی، پھر عربی و فرانسیسی پھر دوسری زبانیں ہوں گی۔ اس فلم کو پوری دنیا میں بھیجا جائے گا۔

س: غالباً آپ مومیائے فراعنہ کے متعلق کوئی کتاب تالیف کر رہے ہیں، اس وقت تک کتاب کا کتنا حصہ مکمل ہو چکا ہے۔

ج: جی ہاں یہ کتاب طب اور مومیائے فراعنہ کے متعلق ہے، اس کتاب میں کافی عرصہ آئے گا کیونکہ اس کی اشاعت کے لیے پچاس کام تصویروں کا ہونا ضروری ہے۔ مادی دشواریاں اگر حل ہو گئیں تو جلد ہی یہ کتاب منظر عام پر آجائے گی۔

قرآن کے بہت سے معارف و دقائق ضمناً آگئے ہیں۔

س: آپ کی اس نوازش کا شکریہ بارک اللہ فیک۔

ج: یہ میرا فریضہ تھا اور عزت مآب شیخ محمد علی حرکان اور رابطہ کے تمام متعلقین کے حق میں میرا اسلام اور ان کے لیے میرے دلی جذبات اور نیک تمنائیں

ترجمہ: آفتاب عالم

ایڈیٹر کے نام

صدر مملکت کے نام

بخدمت جناب عزت مآب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر اسلامیہ جمہوریہ پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب والا!

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ قادیانی جماعت روز ازل سے مادر وطن پاکستان میں وہی کردار ادا کر رہی ہے جو عرب دنیا میں اسرائیل کر رہا ہے۔ اگر اسرائیل عرب دنیا کے سینہ میں ایک خطرناک ناسور بن چکا ہے تو بعینہ مملکت خداداد پاکستان آئے دن قادیانیت کے منحوس چکروں سے محفوظ نہیں، طرہ یہ کہ پاکستان میں آنے والا ہر حکمران قادیانیت کی آبیاری کر کے آنے والی نسلوں کے لیے عبرت کا نمونہ بنا اس کے بھیانک انجام سے درس عبرت حاصل کیا جا سکتا ہے۔

"حذر اے چیرہ دستاں کہ سخت ہیں فطرت کی تعزیریں۔"

ادھر قادیانیوں کے حوصلے اس قدر بلند ہو گئے کہ ان کے پلید ہاتھ مولانا اسلم قریشی ایسے عاشق رسول ﷺ مجاہد ختم نبوت تک جا پہنچے اور ان کے اغواء کا دردناک سانحہ پیش آیا۔ حالانکہ قریشی موصوف اپنے سابقہ غازیانہ رول کی وجہ سے عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن تھے اور ان کے اغواء نے پوری ملت اسلامیہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء جیسی ایک اور فیصلہ کن تحریک چلا کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دے۔

حضور والا!

مولانا اسلم قریشی کی اتنی طویل گمشدگی سے یہ یقین ہو چلا ہے کہ قادیانی موصوف کو اپنی انتقامی کارروائی کا نشانہ بنا چکے ہیں اور انتظامیہ طفل تسلیوں سے کام لے کر ان کی بازیابی کے لیے ۲۵۰۰۰ روپے کے مضحکہ خیز ایوارڈ کا اعلان کر کے پوری قوم سے مذاق کر رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر بدترین مذاق کیا ہوگا کہ ایک طرف تو رہنمائی کرنے والے کے لیے خوشنما انعام کا اعلان کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اصل مجرموں کی نشاندہی کرنے والوں پر وہاں کے تمام ڈویژن میں داخلہ پر پابندی کے پہرے بٹھا دیئے گئے۔

عالی جناب!

ہمارے نزدیک اس سانحہ کا سب سے بڑا مجرم قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد ہے کیونکہ کسی قادیانی کی کوئی حرکت اپنے سربراہ کے اشارے کے بغیر رونما نہیں ہوتی اور بیعت فارم میں انہیں اس بات کا پابند کیا جاتا ہے بنا بریں اس المناک سانحہ کے ذمہ دار مرزا طاہر کو فی الفور گرفتار کر کے شامل تفتیش کیا جائے۔

منجانب
مجلس عمل بازیابی اسلم قریشی
سعودی عرب
ریاض

سماحۃ الرئیس الشیخ بن باز سے

اپیل

السلام علیکم!

پاکستان کے ایک بزعم خود عالم دین نے ۸ رجولائی ۱۹۸۰ء کو اپنے ایک جلسہ عام میں ایک قرارداد پاس کروائی تھی جس میں اس اور اس کے متعلقین نے مطالبہ کیا تھا کہ۔۔

"حرمین شریفین کو تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے کھلا شہر قرار دیا جائے سعودی حکومت کا کنٹرول دونوں شہروں پر سے ختم کیا جائے"

اس کے علاوہ اسی شخص کی جماعت نے جو اپنے کو علماء کی جماعت کہتی ہے پاکستان کے شہر ساہیوال ۲۴ ستمبر ۱۹۸۲ء کو ایک جلسہ منعقد کر کے یہ قرارداد پیش کی تھی۔

"لبنان میں فلسطینی مسلمانوں کی قتل عام کی ذمہ داری سعودی حکومت پر عائد ہوتی ہے"

یہ شخص اور اس کی جماعت پاکستان میں اور پاکستان سے باہر اشاعت اسلام کے پردے میں شرک و بدعت کو فروغ دے رہے ہیں۔ یہ شاہ احمد نورانی کے نام سے موسوم ہے گاہے گاہے عرب ممالک کے عقائد پر کیچڑ اچھالتا رہتا ہے۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ سعودی عرب کی حدود میں اس شخص اور اس کے متعلقین کا داخلہ مطلق بند کر دیا جائے۔ تاکہ سعودی عرب ان لوگوں کے شر سے محفوظ رہ سکے۔

گزشتہ سال رابطہ عالم اسلامی کی اپیل پر سعودی حکومت نے "کنز الایمان" نامی شرک و بدعت کی مجموعہ کتاب پر پابندی عائد کر کے امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا رابطہ عالم اسلامی شکریے کی مستحق ہے۔

امید ہے کہ جناب والا ہماری گزارشات کو درخور اعتناء سمجھتے ہوئے اس ضمن میں ضروری کارروائی کا حکم صادر فرمائیں گے۔

والسلام
عبدالغنی۔ عبدالرشید۔ احمد علی
شبیر احمد۔
ریاض۔ سعودی عرب

ہمارا نصب العین خدا کی زمین پر خدا کا نظام

شہر شہر سے

مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی میں تاخیر پر اظہار تشویش

ٹنڈو آدم (عرفان قادری) جامع مسجد فردوس میں سیرت کانفرنس ہوئی جس سے مولانا عاشق الٰہی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت اور مولانا قاری محمد حنیف کے علاوہ دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔

اس موقع پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں صدر پاکستان، گورنر پنجاب اور آئی جی پولیس پنجاب سے مطالبہ کیا گیا کہ مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے لیے سخت اقدامات کیے جائیں مرزا طاہر کو شامل تفتیش کیا جائے اور جن قادیانیوں کی نشاندہی کی گئی ہے انہیں جلد گرفتار کر کے سخت کارروائی کی جائے۔ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ گوجرانوالہ ڈویژن کی انتظامیہ کو معطل کر کے تساہل دستی کا مظاہرہ کرنے پر ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

کبیر والہ (انیس الرحمٰن) تنظیم نوجوانان اصلاح معاشرہ کا اجلاس قاری حبیب الرحمٰن کی زیر صدارت ہوا۔ جس سے خلیل الرحمٰن انور۔ محمد سلیم گلزار۔ سید اطہر اقبال بخاری۔ محمود الحسن۔ سید وسیم شاہ بخاری قاری فیض الحسن رحیمی اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔

اجلاس میں مولانا اسلم قریشی کی عدم بازیابی پر اظہار تشویش کرتے ہوئے۔ مرزا طاہر کو شامل تفتیش کرنے اور متعلقہ انتظامیہ کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

ٹنڈو آدم (عرفان قادری) مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی اپیل پر ملک بھر میں ۲۰ مئی کو یوم احتجاج منایا گیا۔ ٹنڈو آدم میں بھی نماز جمعہ کے اجتماعات میں مختلف قراردادیں کے ذریعے مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی، اغواء میں ملوث قادیانیوں کو گرفتار کر کے سرعام سزا دینے اور مرزا طاہر کو شامل تفتیش کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں اسلم قریشی کی بازیابی کے معاملے میں سستی اور جانبداری برتنے پر ڈی آئی جی گوجرانوالہ۔ ایس پی سیالکوٹ اور اے ایس پی سیالکوٹ کو فوری معطل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ مذکورہ مساجد میں جامع مسجد ٹنڈو آدم، مسجد فردوس۔ مسجد مکی۔ مسجد حسن شاہ۔ مسجد عرفات کوثر مسجد۔ مسجد پاور ہاؤس۔ مسجد مکرانی باڑہ فاروقی مسجد۔ مسجد ریلوے سٹیشن، جامع مسجد ریلوے سٹیشن اڈیرو لعل۔ قدیم مسجد اڈیرو لعل نورانی مسجد احمد آباد۔ اور مسجد بلال شامل ہیں۔

ماموں کانجن (ساجد) مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ماموں کانجن میں جمعہ کے اجتماع میں مذکورہ مطالبات کی زبردست حمایت کی گئی۔ اجتماع سے قاری الٰہی بخش نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا طاہر ملک میں انتشار پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ انہیں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

واہ کینٹ (مشتاق احمد قریشی) نظام العلماء واہ کینٹ کا اجلاس جامع مسجد لالہ رخ میں مولانا محمد اسحاق کی زیر صدارت ہوا جس میں مولانا اسلم قریشی کی فوری برآمدگی اور ملزمان کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

علاوہ ازیں ایک قرارداد میں پاکستان آرڈیننس فیکٹری کے رہائشی کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے وقت کی جانے والی ناانصافی کی مذمت کرتے ہوئے اس کا ازالہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

کراچی (منیر احمد اعوان) جمعیت عزم محمود پاکستان کے سرپرست مولانا محمد زکریا۔ مولانا عبدالرؤف ربانی۔ اور مرکزی عہدے داران قاری امیر معاویہ قاسمی۔ کریم بخش بلوچ، شبیر احمد عثمانی۔ سید شاہد حبیب، پنجاب کے عہدیداران قاضی عظیم بخش رحیمی۔ محمود احمد محمودی قاری امداد اللہ۔ عبداللطیف چھٹی۔ عبدالخالق اور سندھ کے عہدیداران عبدالمجید انور۔ امیر حمزہ صفدر، شبیر احمد فاروقی۔ عبدالحفیظ اعوان ریاض حسین، مولانا عبدالمالک۔ مولانا بلال زاہد قاری فقیر اللہ ساگی۔ مولانا غلام یٰسین، نظام الدین حاجی۔ عبدالماجد آزاد اور حبیب الرحمٰن ضیاء نے ایک مشترکہ بیان میں مولانا اسلم قریشی کے اغواء کنندگان یا قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان (غلام اکبر سلیمانی) مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل کے جواب میں یوم احتجاج کے موقع پر پولیس نے نظام العلماء

پاکستان کے ضلعی امیر مولانا علاؤ الدین۔ مولانا عبدالقدوس، مولانا عبدالسلام۔ مولانا محمد زاہد سہگل۔ مولانا خورشید گنگوہی سمیت گیارہ افراد کو گرفتار کر لیا۔

جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں کے کارکنوں نے تمام گرفتار شدگان کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

لاہور (محمد منظور الحق رحمانی) جمعیۃ علماء پاکستان کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم۔ ناظم عمومی حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم اور دیگر عہدیداران مولانا محمد اجمل خاں مدظلہ، مولانا زاہد الراشدی مدظلہ، اور مولانا حمید الرحمن عباسی مدظلہ نے اپنے ایک بیان میں مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے سلسلے میں ۲۰ مئی کو یوم احتجاج کے موقع پر مولانا علاؤ الدین سمیت تمام افراد کی گرفتاری کی شدید مذمت کرتے ہوئے۔ ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

حضرت الامیر مدظلہ کا
دورۂ صوبہ سندھ

کالعدم جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم دورۂ سندھ کے موقع پر حیدرآباد سے میرپور خاص تشریف لائے استقبال کرنے والوں میں محمد اکبر راشد۔ حافظ امیر الدین۔ بھائی محمد لقمان۔ حکیم مولوی دین محمد معراج الدین۔ عبدالغفار کے علاوہ عوام کی اکثریت شامل تھی۔ ضلع سانگھڑ اور ضلع تھرپارکر کے کارکنان جمعیۃ نے بھی شرکت کی۔ آپ کے ساتھ مولانا بشیر احمد شاد۔ اور مولانا فضل الرحمن درخواستی بھی تھے۔

مدرسہ قاسم العلوم میں جلسہ دستار بندی ہوا۔ مولانا بشیر احمد شاد نے خطاب کیا۔

بعد ازیں جلسہ گاہ میں امیر الملت بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ العالی نے ایمان افروز خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر فوقیت حاصل ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کو تمام آسمانی کتابوں پر۔ اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر فوقیت حاصل ہے۔

حضرت الامیر نے تمام مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ ہر مسلمان اپنے بچوں کو قرآن کا حافظ بنائے۔

انہوں نے کہا کہ آج ہم نے قرآن کو بھلا دیا ہے جس کی سزا ہمیں مل رہی ہے کہ ہم پر حکمران ایسے مسلط ہو رہے ہیں۔ جن کا کام اسلام کو بدنام کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔

اس کے بعد حضرت الامیر نے مدرسہ قاسم العلوم کے طلبہ کی دستار بندی فرمائی۔

اس کے علاوہ مولانا درخواستی صاحب دامت برکاتہم نے اسی تقریب میں جناب محمد لقمان مہتمم مدرسہ کی صاحبزادی کا نکاح بھی پڑھایا۔

بعد نماز عصر کالعدم جمعیۃ علماء اسلام نظام العلماء ضلع تھرپارکر کے کارکنوں سے خصوصی خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ یہ قافلہ ولی اللہ جس کا نام نظام العلماء یا جمعیۃ علماء اسلام پاکستان ہے۔ اس قافلہ نے ہمیشہ اور ہر دور میں اسلام کی خاطر جان۔ مال، وقت کی قربانی دینے میں دریغ نہ کیا۔

بعد ازیں لوگوں کی کثیر تعداد نے حضرت الامیر کے دست مبارک پر بیعت کی۔

بعد نماز عشاء مدینہ مسجد شاہی بازار میرپور خاص میں ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔

مدینہ مسجد میں سے مولانا حسین علی شیخوپوری۔ مولانا بشیر احمد شاد اور بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم نے تفصیلی خطاب فرمایا۔

جلسہ عام اور جلسہ دستار بندی دونوں کی صدارت مولوی حکیم دین محمد امیر نظام العلماء ضلع تھرپارکر نے کی۔ (رپورٹ: محمد اکبر راشد)

انتخابات

جہانیاں (عبداللطیف) سواد اعظم اہل سنت والجماعت جہانیاں کے انتخابات ہوئے جس میں چوہدری غلام قادر، چوہدری محمد یوسف سنی والے کو نائب صدر، مولانا ابوطارق منیر احمد اختر کو ناظم اعلیٰ۔ ڈاکٹر خادم حسین کو نائب ناظم، راقم الحروف عبداللطیف کو ناظم نشر و اشاعت اور ناظم الدین کو خازن بنایا گیا۔

کراچی (امیر حمزہ) جمعیۃ عزم محمود پاکستان کے انتخابات ہوئے، سرپرست اعلیٰ مولانا عبدالرؤف ربانی۔ صدر امیر معاویہ قاسمی۔ نائب صدر کریم بخش بلوچ۔ ناظم اعلیٰ شبیر احمد عثمانی ناظم سید محمد شاہد حبیب۔ ناظم نشر و اشاعت راقم الحروف (امیر حمزہ صفدر) ناظم مالیات نظام الدین جامی۔ سالار خلیل طاہر چنے گئے۔ علاوہ ازیں ۳۱ رکنی مرکزی مجلس شوریٰ بھی چنی گئی۔

جمعیۃ پنجاب کے لیے قاضی عظیم بخش رحیمی صدر، محمود احمد محمودی نائب صدر۔ قاری امداد اللہ ناظم اعلیٰ عبداللطیف بھٹی ناظم عبدالخالق عابد ناظم نشر و اشاعت۔ شمس الحق خزانچی اور قاری عبدالرحمن ساقی سالار چنے گئے۔

اوکاڑہ (عبدالقادر میرانی) جمعیۃ اہل سنت والجماعت اوکاڑہ شہر کے انتخاب میں مولانا مفتی عطاء اللہ صدر، مولانا احمد دین نائب صدر اول، مولانا عبدالصمد نائب صدر دوم حافظ عبدالقادر میرانی ناظم اعلیٰ۔ مولانا عبدالاحد ناظم نشر و اشاعت و ناظم اطلاعات مولانا محمد اسلم ناظم دوم، مولانا غلام حسین فاروقی ناظم پروپیگنڈا۔ مولانا قاری محمد ابراہیم خزانچی۔ مولانا قاری محمد غلام محمود انور اور مولانا قاری محمد رمضان صاحب شاہ نائب سالار منتخب ہوئے۔

واہ کینٹ (مشتاق احمد قریشی) نظام العلماء

واہ کینٹ کا انتخاب ضلعی نائب امیر مولانا محمد اسحاق کی زیر صدارت اور ضلعی ناظم عمومی مولانا عبد السلام کی زیر نگرانی ہوا جس میں حاجی محمد عرفان کو امیر، مولانا عبد القیوم قریشی کو نائب امیر اول۔ مولانا محمود الحسن کو نائب امیر دوم۔ مولانا روشن دین کو نائب امیر سوم ملک محمد اقبال کو ناظم عمومی۔ محمد رفیق کو ناظم، حاجی لکھن داد کو خازن اور راقم الحروف (مشتاق احمد قریشی) کو ناظم نشر و اشاعت چنا گیا۔

عہدیداران کے علاوہ ارشد حسین صوفی عبد الرشید، مولانا امیر افضل، قاری عبد الرؤف مولانا محمد زبیر، مولانا عبد الغفور۔ قاری محمد معروف، غلام مرتضیٰ بھابڑا۔ حاجی تاج محمد اور قاری محمد انصر پر مشتمل مجلس شوریٰ بھی تشکیل دی گئی۔

نواب شاہ (فتح محمد قریشی) نظام العلماء نواب شاہ کا انتخاب حافظ سلطان محمود کی زیر صدارت ہوا، مولانا عبد الاحد کو امیر راقم الحروف (فتح محمد قریشی) کو ناظم اعلیٰ اور قاری شہریار کو خازن چنا گیا۔ حافظ غلام سرور نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کی۔

چھٹی سالانہ قرآن کانفرنس

گوجرانوالہ (رپورٹ ادریس مرزا) انجمن تعمیر نو پاکستان کے زیر اہتمام جناح ہال کارپوریشن میں چھٹی سالانہ قرآن کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت حاجی شیخ محمد جمیل صدر انجمن بان سوتری مرچنٹ نے کی۔

جس سے جمعیتہ اہل حدیث پاکستان کے مولانا محمد حسین شیخوپوری، نظام العلماء پاکستان کے مولانا غلام مصطفےٰ بہاولپوری۔ سماجی رہنما محمد اکرم چوہان ایڈووکیٹ کے علاوہ مقامی علماء کرام مولانا محمد اعظم، مولانا محمد اسماعیل خلیق اور مولانا سیف اللہ عادلی نے خطاب کیا۔

جناب شیخ محمد یوسف احرار اور محمد ابراہیم شاد نے نظمیں سنائیں۔ مقررین نے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے اور قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے ہو کر معاشرتی اصلاح کرنے پر زور دیا۔

قومی و دینی کنونشن کا خیر مقدم

انجمن ربانیہ کا اہم اجلاس موضع کامرہ میں مولانا محمد اکرم کی زیر صدارت منعقد ہوا

۱۔ اجلاس نے نظام العلماء کی طرف سے قومی دینی کنونشن کے انعقاد کے فیصلہ کا خیر مقدم کیا ہے اور اکابرین نظام العلماء کو مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے۔

۲۔ اجلاس نے انجمن ربانیہ کے نظام کو اماراتی نظام قرار دے کر مولانا محمد اکرم امیر انجمن کو مکمل اختیار دیا ہے کہ وہ جماعت کے باقی عہدہ دار اپنی مرضی سے رکھیں۔

رپورٹ
حسین احمد قریشی

ذکری مذہب سے تائب ہو کر
اسلام قبول کر لیا

گزشتہ دنوں یہاں علاقہ وندر تحصیل سونمیانی ضلع لسبیلہ میں کالعدم جمعیتہ علماء اسلام کے رہنما حافظ عبد المجید کے ہاتھ پر جناب محراب نے اپنے قبیلہ سمیت اور مسماۃ حلیمہ ماسٹر صالح محمد ملا محمد موسٰے نے ذکری مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ یاد رہے کہ کالعدم جمعیتہ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب درخواستی مدظلہ بارہا اس خود ساختہ مذہب کی نشاندہی کر چکے ہیں اور جلسوں میں قراردادوں کے ذریعے حکومت سے بھی کئی مرتبہ مطالبات کر چکے ہیں کہ قادیانیوں کی طرح ذکری مذہب کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ اس مذہب کے پیروکاروں نے تربت کے علاقے کوہ مراد پر اپنا کعبہ بنا رکھا ہے۔

رپورٹ
نور محمد

بشیر احمد شاد
کا دورۂ حیدرآباد

اسلامی نظام زندگی کے ہر شعبہ کے لیے

شادی بیاہ، تقاریب اور پارٹیوں کے لئے

زندہ بٹیر

اور اس کا تازہ گوشت بازار سے بارعایت خریدنے کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں

اعظم پولٹری فارم مسلم آباد شالامار باغ، لاہور

فون: ۳۲۴۹۵۴

رہنمائی کرتا ہے۔ اسلامی نظام پر ہی عمل پیرا ہو کر ہم اپنی تمام مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں ان خیالات کا اظہار جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات مولانا بشیر احمد شاد نے حیدر آباد میں کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اسلامی نظام کے عملی نفاذ تک جمعیۃ کے کارکن اپنے اسلاف کے مشن کے مطابق اسلامی نظام کے احیاء کی تحریک جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ غیر جماعتی بنیاد پر بلدیاتی انتخاب ملک وملت کے لیے مفید نہیں ہوں گے۔ سابقہ تین سالہ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی سے قوم کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔

اس واردات کے ذمہ دار عناصر کی سکیم پوری طرح کامیاب ہوتی معلوم ہوتی ہے۔ حکومت کو لازم ہے کہ فوری طور پر موثر تفتیشی کارروائی کر کے مولانا اسلم قریشی کو تلاش کرے اور ذمہ دار عناصر کو قرار واقعی سزا دے۔ (رپورٹ: محمد انذر قاسمی)

مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی سے متعلق ۱۳۱ صفحات پر مشتمل یادداشت مارشل لاء انتظامیہ کو پیش کر دی گئی

"مجلس عمل" برائے بازیابی مبلغ ختم نبوت مولانا اسلم قریشی کی طرف سے صدر مملکت و چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کو ایک یادداشت روانہ کی گئی ہے جو ۱۹ دستاویزات پر مشتمل ہے اور جس کے ۱۳۱ صفحات ہیں۔ یہ یادداشت مولانا محمد اسلم قریشی کے شخصی پس منظر قادیانیوں کے عزائم و انداز گمشدگی کے واقعات، پولیس اور انتظامیہ کے غیر منصفانہ و جانبدارانہ رویے اور بازیابی کے ضمن میں "مجلس عمل" کی کوششوں کا احاطہ کرتی ہے "مجلس عمل" نے اس غرض سے دو ارکان پر مشتمل ایک "تحقیقاتی کمیٹی" قائم کی تھی جس نے متعلقہ شہادتوں کو یکجا کر کے یہ رپورٹ مرتب کی ہے۔

یہ دستاویز صدر مملکت کے علاوہ وفاقی وزیر داخلہ مسٹر محمود ہارون وفاقی وزیر اطلاعات راجہ محمد ظفر الحق، چیئرمین مجلس شوریٰ خواجہ محمد صفدر، رکن مجلس شوریٰ مولانا قاری محمد سعید الرحمٰن علوی، گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خاں، آئی جی پنجاب مسٹر لئیق احمد خاں، کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن مسٹر جی ایم پراچہ، ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج میجر مشتاق احمد ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ مسٹر حفیظ احمد رندھاوا اور ایس پی سیالکوٹ مسٹر طلعت محمود کو بھی بھیجی گئی ہے۔

"مجلس عمل" حالات کا تمام تر تجزیہ کرنے کے بعد اپنی اس رائے کا اظہار کرنے پر مجبور ہے کہ پولیس نے اپنی تفتیش میں باقی تمام عناصر اور ممکنات کی خوب چھان بین بھی کی ہے لیکن قادیانیوں کے منظم گروہ کی تفتیش کا بالکل حق ادا نہیں کیا۔ مولانا اسلم قریشی اور قادیانی جماعت کے ماضی کے پیش نظر یہ امر انتہائی تعجب خیز ہے "مجلس عمل" نے یہ بات بھی نوٹ کی ہے کہ پورے ملک میں مرزا طاہر احمد کی گرفتاری اور شامل تفتیش کرنے کے مطالبات کے باوجود قادیانی جماعت کی طرف سے ابھی تک اپنی برأت میں کوئی بیان نہیں آیا۔ اور یہ خاموشی معنی خیز ہے۔

"مجلس عمل" نے مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کی جدوجہد کو مؤثر بنانے کے لیے محلہ وار کمیٹیاں تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس کام کے لیے ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔

"مجلس عمل" اس امر پر متفکر ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کی گمشدگی کے نتیجہ میں عوام اور حکومت کے درمیان بداعتمادی پیدا ہوئی ہے۔ حالات روز بروز بگڑتے جا رہے ہیں۔ اور ٹکراؤ کے خدشات بڑھ رہے ہیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

کا مرکزی تربیتی اجتماع ۲۲ جولائی سے ۲۹ جولائی تک لارنس کالج گھوڑا گلی مری میں ہو رہا ہے۔ مرکزی صدر ندیم اقبال اعوان نے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ کارکن اس اجتماع میں بھرپور شرکت کریں اور اپنے ضلعی وفد کے ہمراہ تشریف لائیں۔ اپنی آمد کی اطلاع ۱۵ جولائی تک مرکزی دفتر میں دیں۔

مجلس استقبالیہ کے صدر ظفر بنین بٹ کے مطابق کارکنوں کو اپنے ہمراہ بستر، پلیٹ، چمچ اور گلاس لانا ہوگا۔ اجتماع کے لئے شرکاء سے سو روپے فی کس طعام کا خرچ لیا جائے گا۔ اجتماع کی مختلف نشستوں سے علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا زاہد الراشدی، مولانا قاری سعید الرحمن مولانا محمد عبداللہ، میاں محمد عارف ایڈووکیٹ اور دیگر حضرات خطاب کریں گے۔

خوشخبری برائے طلباء

امسال حضرت مولانا انور شاہ صاحب کاشمیری رح کے شاگرد رشید مولانا نور محمد صاحب دورۂ حدیث پڑھائیں گے۔ شائقین رجوع فرمائیں۔

مدرسہ مفتاح العلوم ملھیو والی
تحصیل منڈی گھیب ضلع بہاولپور

ڈاکٹر خالد محمود کا خطاب

کراچی (عثمان الوری) نظام العلماء کراچی کے کارکنوں سے جمعیۃ علماء برطانیہ کے صدر علامہ خالد محمود نے خطاب کرتے ہوئے باہمی اتحاد و یگانگت پر زور دیا۔ اور ملک میں اسلامی معاشرے کے قیام اور ملک کی خیر خواہی کے لیے ضروری ہے کہ نظام العلماءؒ کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں محسوس کریں۔ لوگوں کے حقوق کی بحالی اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے اسلاف کی روایات کو زندہ و تابندہ رکھیں۔ ملک کی سیاست میں حصہ لینا دراصل خلافت آدم کی تکمیل ہے۔ خلفائے راشدین نے شریعت کے نفاذ اور اُمت محمدیؐ کی فلاح و بہبود کے لیے جو کارنامے انجام دیئے ہیں وہ اسلامی تاریخ کے زریں اور مثالی دور کا اہم حصہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیاست اسلامیہ سنت نبوت کا حصہ ہے۔

مدرسہ مظہر العلوم کا جدید سنگ بنیاد

کراچی۔ (عثمان الوری) برصغیر کی قدیم دینی درس گاہ اور برصغیر پاک و ہند کی مختلف ملی تحریکوں کے عظیم مرکز مدرسہ عربیہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی کی صد سالہ عظیم خدمات سے ہر باشعور واقف ہے ۲۳ شعبان ۱۴۰۷ھ کو مدرسہ کی جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی سادہ اور پروقار تقریب منعقد ہوئی جس میں بہت سے حضرات نے شرکت کی۔ مولانا محمد صادقؒ کے صاحبزادے مولانا حافظ محمد اسماعیل نے جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

تنظیم القراء جھنگ کا انتخاب

گزشتہ دنوں تنظیم القراء جھنگ کے ارکان کا ایک اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب درخواستی منعقد ہوا اجلاس میں نیا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ انتخاب کی نگرانی محمد اقبال خاں شیروانی صاحب نے کی۔

۱۔ صدر قاری محمد شفیق صاحب
۲۔ نائب صدر قاری محمد جمیل صاحب
۳۔ ناظم اعلیٰ قاری محمد ادریس صاحب
۴۔ ناظم مولوی مختار احمد صاحب
۵۔ خازن قاری علیم الدین
۶۔ ناظم نشر و اشاعت قاری عبد الرحیم الوبی صاحب
۷۔ ناظم قاری حق نواز صاحب

اتحاد کی کوششوں کا خیر مقدم

کراچی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے نوجوانوں کی رضاکار تنظیم جمعیۃ عزم محمود پاکستان کے سرپرست مولانا عبد [illegible] مرکزی صدر قاری میر حامد میر ہاشمی پنجاب کے صدر قاری عظیم بخش رحیمی اور مرکزی جنرل سکریٹری شاہد حبیب الحسینی نے ایک مشترکہ بیان میں ان علماء کرام کا زبردست خیر مقدم کیا ہے جو نظام العلماء پاکستان کے دونوں گروپوں کو متحد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ملت اسلامیہ کے علماء اور نوجوان رضاکاران کوششوں کو سراہتے ہوئے ان کا زبردست خیر مقدم کرتے ہیں اور انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

انتخاب سواد اعظم اہل سنت اوکاڑہ

گزشتہ دنوں سواد اعظم اہل سنت کا ایک اجلاس حضرت مولانا محمد امین صفدر منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست
حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر

امیر
حضرت مولانا مفتی عطاء اللہ صاحب

نائب امیر اول
مولانا احمد دین صاحب

ناظم اعلیٰ
قاری عبد القادر صاحب

نائب ناظم اول
مولانا عبد الصمد صاحب

نائب ناظم دوم
قاری خان شاہ

ناظم نشر و اشاعت
مولانا غلام حسین فاروقی

کالجوں میں خالی آسامیوں پر علماء کا تقرر کیا جائے

وفاق المدارس پاکستان کے مرکزی رہنما شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خاں صاحب نے ایک بیان میں حکومت سندھ محکمہ تعلیم سے مطالبہ کیا ہے کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے سند کے مطابق وفاق المدارس کے فارغ شدہ علماء ایم۔ اے اسلامیات اور ایم۔ اے عربی کے مساوی قرار دیئے جا چکے ہیں اس لیے کالجوں میں اسلامیات کے اساتذہ میں علماء کا ایک تناسب قائم کرنے کے لیے صوبہ سندھ کے کالجوں میں خالی آسامیوں پر فی الفور علماء کا تقرر کیا جائے تاکہ مرکزی حکومت کے فیصلہ پر موثر عملدرآمد ہو سکے۔ انہوں نے حکومت کی توجہ مزید اس بات کی طرف دلائی کہ ڈائریکٹر سکولز حیدر آباد نے اپنے ایک سرکلر میں ترجیحی کے ملازم اور ٹیکنیکل ٹیچرز کو گریڈ ۱۴ دینے میں شرط عائد کی ہے کہ اگر وہ فاضل درس نظامی کے ساتھ کالج سے انٹر پاس ہوں تب ان کو مذکورہ گریڈ

باقی صہ ۲ پر